قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

الفرقان

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

ستمبر ۱۹۶۹ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

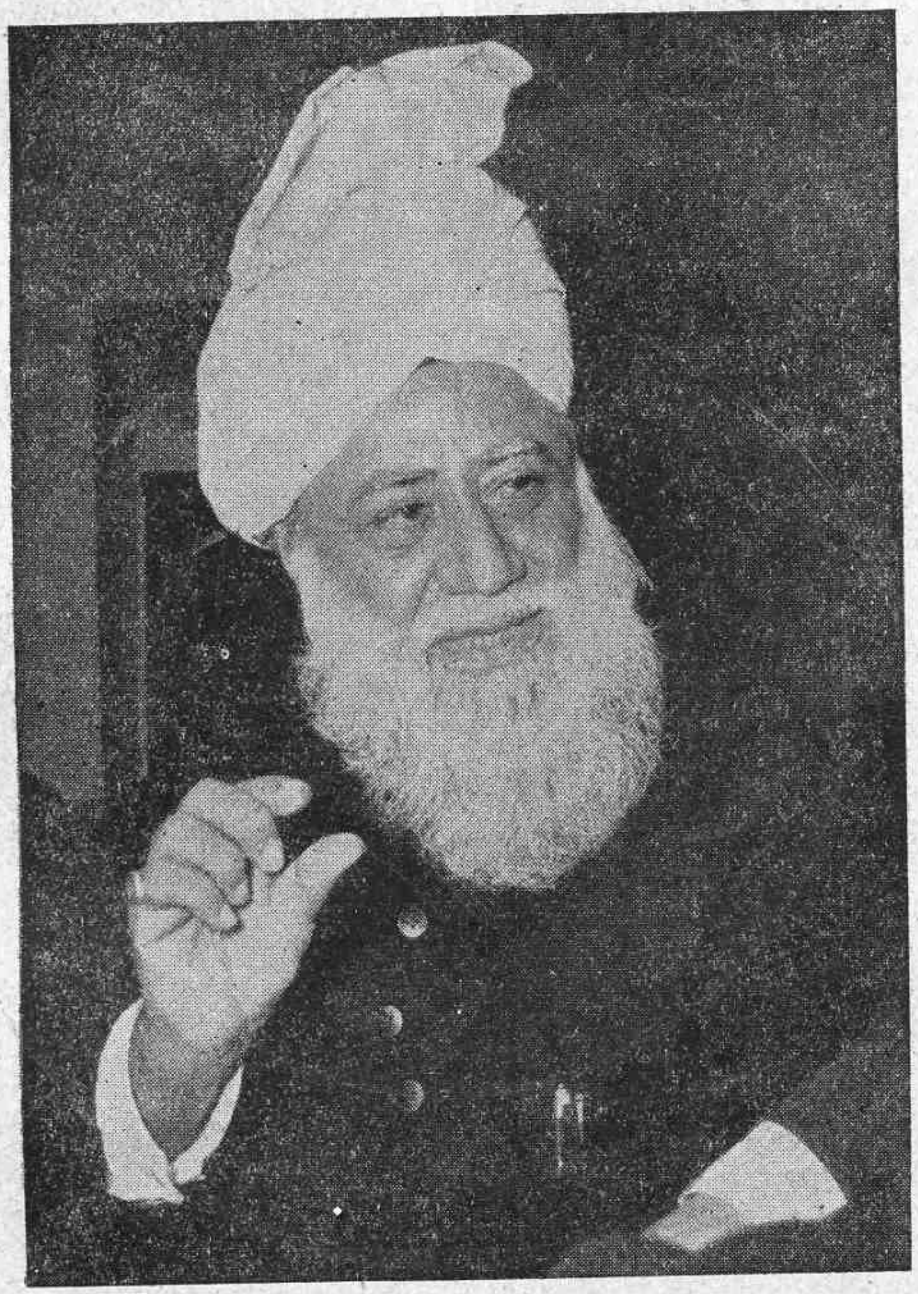

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر ہدائت موجودہ پوپ پال کو پہلی دفعہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

(ایڈیٹوریل نوٹ ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۹ / شمارہ ۹	ماہنامہ الفرقان ربوہ — ستمبر ۱۹۶۹ء	رجب ۱۳۸۹ ہجری قمری / تبوک ۱۳۴۸ ہجری شمسی

تبلیغی اور تعلیمی مجلہ

الفرقان

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

نائبین

۱۔ دوست محمد شاہد مولوی فاضل

۲۔ عطاء المجیب راشد ایم۔اے

اشتراک پیشگی

پاکستان : سالانہ ـــــ چھ روپے

بھارت : " ـــــ آٹھ روپے

دیگر ممالک " ـــــ تیرہ شلنگ

ہوائی ڈاک کے لئے مزید بارہ شلنگ

ضروری اعلان

الفرقان کا سالنامہ

ماہ دسمبر ۱۹۶۹ء کا رسالہ سالنامہ ہوگا جو خاص تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہوگا۔ مضمون نگار حضرات جلد توجہ فرمائیں۔ حجم عام رسالہ سے زیادہ ہوگا۔

(مینجر)

ترتیب

- مسجد اقصیٰ کا المیہ اور مسلمانوں کا فرض — ایڈیٹر — ص۲
- عالم اسلام کو ایک مسیحا کی ضرورت ہے — " — ص۳
- پوپ پال کے لئے قرآن مجید کا تحفہ — " — ص۶
- بہائیوں کے نئے مدعی کا دعویٰ — " — ص۸
- اناجیل اور قرآن پاک میں حواریوں کا ذکر — " — ص۹
- شذرات — " — ص۱۰
- کشتِ زار (نظم) — جناب وسیم گورداسپوری ملتان — ص۱۲
- البیان ـــ سورہ نساء ع ۱۹ کا ترجمہ اور مختصر تفسیری نوٹ۔ — ابوالعطاء — ص۱۴
- مفید اقتباسات — ماخوذ — ص۲۱
- خالقِ کائنات کی طرف بندۂ مسلم کا آسمانی سفر۔ — جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد — ص۲۵
- قرآن مجید (نظم) — جناب امین اللہ خان سالکین — ص۳۰
- مناجات — جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔اے ملتان — ص۳۲
- حاصلِ مطالعہ — جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد — ص۳۵
- اشتہارات — ص۴۰

اداریات

مسجد اقصیٰ کا المیہ
اور
مسلمانانِ عالم کا فرض

ارضِ مقدسہ (فلسطین) صدیوں سے اسلامی مملکت رہی ہے۔ اس پر اسلامی پرچم لہراتا رہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی عظیم قربانیوں کے نتیجہ میں یہ علاقہ اسلامی مملکت کا حصہ قرار پایا تھا۔ صلاح الدین ایوبیؒ کی افواج کی مجاہدانہ سرفروشیوں کے باعث یہ علاقہ محفوظ رہا۔ سینکڑوں سالوں سے اسلامی سلطنت کے ماتحت مسلمان، عیسائی اور یہودی اس مملکت کے پُرامن شہری رہے ہیں۔

۱۹۱۷ء میں انگریزوں نے اعلان بالفور کے ذریعہ فلسطین کی اسلامی شان کو مسخ کرتے ہوئے اسے یہودی وطن قرار دیدیا اور دنیا کے تمام راندہ یہودیوں کو لا لا کر اس جگہ آباد کرنا شروع کر دیا۔ جمعیۃ اقوام کی زیرِ نگرانی اس اسلامی خطہ پر انگریزی انتداب قائم ہوا تا اسے ہر قسم کے دجل و فریب سے یہودی علاقہ بنایا جائے۔ صیہونیت ایک خاص تحریک ہے جو یہودیوں کے سیاسی اتحاد کے ذریعہ دنیا بھر میں خطرناک انقلابات برپا کرنا چاہتی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی بدخواہی اس تحریک کا اوّلین مقصد ہے۔

یہودیوں نے فلسطینی اور غیر فلسطینی مسلمانوں کی غفلت اور بے عملی سے فائدہ اٹھا کر فلسطین کے آفندیوں (نو تعلیم یافتہ مالکانِ اراضی) سے زمینیں خریدیں اور جب وہاں یہودیوں کی جمعیت خاصی مضبوط ہوگئی تو انہوں نے کاشتکاروں سے وہ زمینیں خالی کروا کر انہیں جلاوطن کرنا شروع کیا۔ دنیائے اسلام پر اُس زمانہ میں موت کا سا جمود طاری تھا۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے ہر طریق سے مسلمانوں اور ان کے ذی ثروت اصحاب بالخصوص اسلامی سلطنتوں کو بار بار توجہ دلائی کہ فلسطین ضائع ہو رہا ہے، فلسطین بِک رہا ہے آپ لوگ توجہ کریں اور غریب کاشتکاروں کی زمینیں یہودی ہاتھوں میں جانے سے بچائیں ورنہ پھر ساری دنیائے اسلام کو پچھتانا پڑیگا۔ افسوس کہ اُس وقت اِس آواز پر کان نہ دھرا گیا حالانکہ آپؓ نے اُسی وقت یہ انذار بھی کر دیا تھا کہ یہ خطرہ فلسطین کی بنجر یا آباد زمینوں تک محدود نہ رہے گا، یہ مسلمانوں کے مذہب اور ان کی جملہ مقدسات تک پھیل جائے گا بلکہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ تک یہودیوں کی نگاہیں اُٹھیں گی۔

آہ! آج وہ خطرہ ایک مہیب اور خوفناک حقیقت کی صورت میں سامنے آگیا ہے۔ یہودی حکومت اسرائیل کے نام سے قائم ہو چکی ہے۔ اس حکومت کی پشت پر امریکہ، روس اور برطانیہ ایسی بڑی دجالی طاقتیں ہیں۔ آج مسلمان سلطنتیں اور مسلمان افراد ان طاقتوں کے سامنے لَا یَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ کی نبوی پیشگوئی کے مطابق بالکل عاجز اور بے بس ہیں۔ یہودی حکومت اپنے توسیعی پروگرام کو درجہ بدرجہ پایۂ تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔ ۱۹۶۷ء کی مصر و اسرائیل کی لڑائی کے بعد یہودیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں اور اب وہ نہ مسلمانوں کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ اقوام متحدہ کے ریزولیوشنوں اور فیصلوں کی پرواہ کرتے ہیں۔

بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ دنیائے اسلام کی مقدس یادگار اور قابلِ صد احترام مسجد، مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی گئی ہے جس سے مسجد کا ایک حصہ جل کر راکھ ہو گیا ہے۔ اس آگ کے واقعہ نے مسلمانوں کو سخت بے چین کر دیا ہے۔ وہ مراکش سے اقصائے چین تک انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ اب یہ خالص مذہبی معاملہ ہے، اس میں عرب و عجم کی کوئی امتیاز نہیں۔ اس میں سنی، شیعہ اور احمدی کا کوئی فرق نہیں۔ یہ ساری دنیا کے سارے مسلمانوں کا معاملہ ہے۔ سبھی اس حادثہ سے بے چین و بے قرار ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس عظیم فتنہ کو جو المسجد الاقصیٰ سے گزر کر المسجد الحرام تک بھی پھیل سکتا ہے مٹانے کے لئے بہت بڑی جد و جہد اور عظیم ترین قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ہمارے نزدیک سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ سب مسلمان توبہ و استغفار کو شعار بنائیں اور اپنی اپنی جگہ آستانۂ احدیت پر گر جائیں تا اللہ تعالیٰ اُمتِ مرحومہ پر رحم فرمائے اور خاص فضل سے مسلمانوں کی دستگیری فرمائے۔ آمین

یہ حقیقت ہے کہ اس وقت جو خوفناک دور مسلمانوں پر آیا ہے یہ ہمارے اپنے اعمال کی شامت کا نتیجہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت قرآن و سنت پر عمل پیرا نہیں اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے مسلمان سراسر غافل ہیں۔ پس سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ مسلمان توبہ و استغفار کرتے ہوئے حقیقی مسلمان بنیں تا وہ غیر معمولی الٰہی نصرتوں کے وارث بن سکیں اور اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

دوسری اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ حکمِ خداوندی وَ أَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم کے مطابق سب مسلمان متفق اور متحد ہو کر اور اپنے تمام وسائل سے کام لے کر یہودی خطرہ کا سدِ باب کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس وقت مسلمانوں میں ستر کروڑ کی آبادی ہونے کے باوجود جو وَهَن

اور کمزوری سرایت کر چکی ہے وہ احادیثِ نبویہ کی خبروں کے مطابق یہی باہمی افتراق و شقاق کی بیماری ہے، دُنیا سے ضرورت سے زیادہ محبت کا مرض ہے، آخرت سے بے التفاتی ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار صداقت ہے کہ اگر آج مسلمان مسلمان بن جائیں، باہم متفق و متحد ہو جائیں، اخوت و مودت ان کا شعار ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی عظیم قوت ہیں کہ دنیا بھر کی غیر مسلم سلطنتیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

تیسری اہم بات جس پر مسلمانوں کی کامیابی موقوف ہے وہ اشاعتِ دین کا معاملہ ہے۔ اسلام ایک تبلیغی دین ہے، دلائل و براہین کا مذہب ہے، جبر و اکراہ کا سخت مخالف ہے، اس کی ساری ترقی **تبلیغ** سے ہوئی ہے۔ جب سے مسلمانوں نے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد کو ترک کیا ہے اور مادی سامانوں اور وسائل کی طرف جھک گئے ہیں وہ کمزور سے کمزور تر ہوتے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں **تبلیغ** کرنے والے مسلمانوں کی فلاح اور ان کے غلبہ کی **ضمانت** دی ہے۔ مسلمان اس وقت قرآن مجید سے غافل ہو رہے ہیں، اسے کتابِ مہجور کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرد قرآن مجید سے دلی وابستگی پیدا کرے، اس کو پڑھے، اس پر تدبر کرے، اس پر عمل پیرا ہو اور اس کی اشاعت کے لئے مال و جان اور وطن و اولاد کی قربانی پیش کرے۔ اس اندرونی روحانی تبدیلی سے یقیناً بیرونی آسمانی تقدیریں بھی بدل سکتی ہیں اور دُنیا کے حالات میں عظیم انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ زمین آسمانی فیصلوں کو روک نہیں سکتی۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ تمام مسلمان بھائیوں کو حقیقت شناسی کی توفیق بخشے، انہیں صحیح راہوں پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اپنے حبیب پاک **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کے سب نام لیواؤں کو دشمنانِ اسلام کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم۔ آمین یا ربّ العالمین +

۲۔ عالمِ اسلام کو ایک مسیحا کی ضرورت ہے

ہفت روزہ زندگی لاہور (۸ ستمبر ۱۹۶۹ء) میں دُنیائے اسلام کے تمام ممالک کی حالت کا جائزہ لیا گیا ہے (یہ قیمتی اور سبق آموز پورا مقالہ ہم دوسری جگہ نقل کر رہے ہیں) اس کے آخر میں لکھا ہے :-

”مشرقِ بعید میں صرف دو اسلامی ملک ہیں ملائشیا اور انڈونیشیا۔ دونوں میں اشتراکیت کی وبا پھیل رہی ہے۔ قوم پرستی کی افیون نے پوری قوم کا مزاج بگاڑ دیا ہے لیکن اسلام کا جامِ صحت حکمرانوں کے نزدیک بد پرہیزی ہے۔ سچ پوچھئے تو پورے عالمِ اسلام کا یہی حال ہے۔ پورے عالمِ اسلام کو ایک ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو ۷۵ کروڑ فرزندانِ توحید کو تازہ ولولۂ عزم اور ذوقِ عمل بخش سکے۔“ (زندگی لاہور ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء)

ہمارے نزدیک یہ آواز سب دردمند دلوں کی آواز ہے۔ تمام حساس مسلمانوں کا یہی احساس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر) کہ ہم ہر موقعہ اور ہر ضرورت کے وقت قرآن مجید کی حفاظت کریں گے، اُمتِ مسلمہ کی دستگیری فرمائیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی خبر دی ہے اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا کہ اللہ تعالیٰ امت کے فائدہ کیلئے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے ایک اُمتی مسیحا کی پیشگوئی بھی فرمائی تھی۔ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (البخاری)

خدا اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ اس کے رسول کی پیشگوئیاں برحق ہیں اسلئے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ عالمِ اسلام کی اس منہ بولتی ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ نے مسیحا کو مبعوث نہیں فرمایا بلکہ یہی درست ہے کہ مسلمانوں نے اس روحانی مسیحا کو شناخت نہیں کیا۔ وہ برگزیدہ توعین صدی کے سر پر کھڑا ہوا۔ اس نے اُمت کو دعوت دی مگر پرانے طریقوں کے مطابق علماء کی اکثریت اسکی دشمن ہوگئی اور عوام کو بھی اسکی طرف توجہ کرنے سے روک دیا۔ اس نے تو فرمایا تھا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ سب مسلمان خدا کے اس فرستادہ کی آواز پر کان دھریں اور اسلام کی خدمت کے لئے اس کے ساتھ مل کر نئے عزم و ولولہ اور ذوقِ عمل سے کام کریں؟ *

۲۔ پوپ پال کے لئے قرآن مجید کا تحفہ!

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ ستمبر ۶۹ء کی خبر ہے :-

"کراچی (اے پی) مشرقی افریقہ کے حالیہ دورے کے دوران پوپ پال ششم کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا۔ یہ تحفہ احمدیہ فرقے کے افریقہ میں مبلغ ڈاکٹر ایل۔ڈی احمد نے فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی طرف سے پیش کیا ہے۔ پوپ نے قرآن مجید کے تحفہ کو عزت و تکریم سے قبول کرتے ہوئے اظہار تشکر کیا۔ اور اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میری خواہش تھی کہ میں افریقہ بھر میں پھیلی ہوئی مسلمانوں کی اقلیت کو ہدیۂ تبریک پیش کروں۔ انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ امر باعث صد مسرت ہے کہ مجھے مسلمانوں کے نمائندوں سے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ پوپ نے کہا کہ آئیے ہم مل کر رب قدیر و جلیل کے سامنے دست دعا دراز کریں کہ وہ ہم میں عفو و صلح کا داعیہ پیدا کر دے جس کی قرآن اور بائبل میں بکثرت تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ پوپ کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا ہے۔"

(نوائے وقت لاہور ۱۶ ستمبر ۶۹ء)

قرآن مجید بہترین تحفہ ہے جو ایک مسلمان کی طرف سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید کی اشاعت اور اس کے تراجم کا دنیا بھر میں پھیلانا جماعت احمدیہ کا طغرائے امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث میرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ نے کیتھولک مسیحی فرقے کے سربراہ جناب پوپ پال ششم کو قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ پیش کروایا۔ خدا کرے کہ جناب پوپ کو قرآن مجید کے بغور پڑھنے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق نصیب ہو۔ آمین —— بہرحال یہ کارنامہ جماعت احمدیہ کا خاص کارنامہ ہے ؛

۴۔ ## بہائیوں کے نئے مدعی کا دعویٰ

جناب شیخ حشمت علی قریشی بہائی کراچی نے مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء کو ایک سائیکلو سٹائل کتابچہ شائع کیا ہے۔ اس میں امریکہ اور دوسرے ممالک کے بہائیوں کو چیلنج دیا گیا ہے کہ انڈونیشیا کے بہائی مدعی "**جوان مرد**" کے دعویٰ کے بارے میں گفتگو کر لی جائے۔ دعویٰ یہ ہے کہ "**خدا انسان کی ہیکل میں ظاہر ہو گیا ہے**"۔ قریشی صاحب نے لکھا ہے کہ نئے مدعی کا دعویٰ سچا ہے۔ وہ موعود برحق ہے سب بہائیوں کو چاہیئے کہ اس پر ایمان لائیں۔ کتابچہ میں ۱۹۶۱ء کے اس مکالمہ کا بھی تذکرہ ہے جو طہران میں بہائی نمائندین سے اس "**جوان مرد**" کا ہوا تھا۔ اس ضمن میں **جوان مرد کا قول تھا کہ**:-

"تم مجھ سے آیات مانگو۔ میں ابھی بکثرت آیات نازل کر دوں گا۔"

"جواں مرد" نے مزید کہا کہ:-

"اگر ان کا ادارۂ عالیہ یعنی بیت العدل کوئی بھی معجزہ تحریری طور پر طلب کرے اور اس بات کی ضمانت دے کہ اگر معجزہ دکھا دیا گیا تو بیت العدل خود جواں مرد کے دعویٰ کو تسلیم کر لے گا کہ وہی سچا مدعی ہے اور پھر اپنے ماننے والوں کو حکم دے گا کہ وہ بھی تسلیم کر لیں کہ یہ جواں مرد ہی وہ سچا موعود ہے جس کی پیشگوئی حضرت بہاء اللہ نے کی تھی تو مدعی معجزہ دکھا دے گا۔"

کتابچہ میں درج ہے کہ بہائی نمائندوں نے کسی طریق پر اپنے اس مدعی کی بات پر کان نہ دھرا۔

قریشی حشمت علی پرانے بہائی ہیں وہ جواں مرد کے ہمنوا بن کر باقی بہائیوں سے بات چیت کرنے کے لئے چیلنج کر رہے ہیں۔ کیا بہائی قریشی صاحب کے چیلنج کو قبول کریں گے؟ +

اناجیل اور قرآن پاک میں حواریوں کا ذکر ۵

انا جیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے جو حالات لکھے ہیں ان کی بنا پر موجودہ عیسائی انہیں نبی اور رسول کی بجائے خدا قرار دیتے ہیں، خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں جو صریح طور پر افراط ہے۔ دوسری طرف اناجیل میں حواریوں کا جو ذکر ہے اسکے رُو سے انہیں کند ذہن، سادہ لوح، کمزور ایمان والے، کم سمجھ اور بعض تیس روپے لیکر پکڑوانے والے اور پھر دورِ ابتلاء میں ان سب کو حضرت مسیحؑ کو چھوڑ کر بھاگ جانے والے قرار دیا گیا ہے۔ انجیل متی میں صاف لکھا ہے:۔

"اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔" (متی ۲۶/۵۶)

حواریوں کے متعلق یہ انجیلی بیانات تفریط پر مبنی ہیں۔ قرآن مجید نے ایک طرف الوہیت اور ابنیت مسیحؑ کی پُر زور تردید کی ہے۔ ہاں مسیحؑ کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا ہے تو دوسری طرف حواریوں کے صحیح مقام کو بھی بیان فرمایا ہے گویا قرآنی بیان مسیحؑ اور حواریوں کے بارے میں افراط و تفریط سے پاک ہے اور یہی صحیح بات ہے۔

قرآن مجید کے رُو سے حواری وہ نیک انسان تھے جو خدا کی وحی کی بنا پر حضرت مسیحؑ پر ایمان لائے تھے۔ وہ علیٰ وجہ البصیرت حضرت مسیحؑ کو سچا رسول مانتے تھے۔ انہوں نے دین حق کی خاطر اتنی قربانیاں دیں کہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید انکے شامل حال ہوئی اور وہ منکرین مسیحؑ پر غالب آگئے فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ (الصف ع۲) پس قرآن مجید نے حواریوں کے صحیح مقام کو بیان کر کے حقیقت کو ظاہر فرمایا اور انجیلی بیانات کی تردید کر دی۔

مسیحی پادری حواریوں کے مسیحؑ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جانے کا بار بار ذکر کرتے رہتے ہیں اس پر انکے مسلّمات کے رُو سے بطور الزام خصم ان سے دریافت کیا گیا کہ پھر مسیحؑ کی روحانی تاثیرات کا کیا نتیجہ نکلا؟ اسکے بالمقابل سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا حال کتنا قابلِ فخر و ابتہاج ہے کہ انہوں نے ہر میدان میں آپؐ کا ساتھ دیا اور آپؐ کے دین کی خاطر جانیں تک قربان کر دیں۔

مسیحی رسالہ کلامِ حق ناراض ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو کیوں پیش کرتے ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے پیرووں کو پیش کریں۔ اوّل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہمارے مقتدا ہیں ہم ان کو کیوں پیش نہ کریں۔ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی جان نثاری اور قربانی بھی نہایت شاندار ہے بطور مثال حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کابل کے واقعات کس قدر ایمان افروز ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں سرزمین کابل میں خوشی خوشی جان قربان کر دی مگر مسیح موعودؑ کے دامن کو نہ چھوڑا۔ بعد کی بھی بیسیوں مثالیں ہیں۔ کلامِ حق پر واضح رہے کہ ہم حواریوں کو مرتد نہیں کہتے تا مرتدین سے ان کا مقابلہ کیا جائے۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ تقابل صرف عیسائی پادریوں پر اتمام حجت کے لئے ان کے غلط عقیدہ کو رد کرنے کے لئے ہے ورنہ ہم تو از رُوئے قرآن مجید حواریوں کو نیک و پارسا اور مؤید من اللہ مانتے ہیں۔

شذرات

(۱) امریکن اور برطانوی انجیلی ترجموں میں "تبدیلیاں"

مسیحی رسالہ کلامِ حق گوجرانوالہ لکھتا ہے:-

(الف) "برطانیہ میں نئے عہد نامے کے نئے ترجمے نیو انگلش بائیبل N.E.B. کے خلاف کافی ہم ہے اور اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے کہ اس نئے برطانوی ترجمے میں دو سو سے زیادہ مقامات میں متن کے ساتھ گستاخی کی گئی ہے عنقریب کلامِ حق میں ان نئے تراجم پر ایک خاص نمبر شائع کیا جا رہا ہے تاکہ عوام کو ورلڈ کونسل آف چرچز اور ان سے ملحق کونسلوں اور کلیساؤں کی بے دینی سے روشناس کرایا جا سکے۔"

(ب) "W.C.C کی اپنی نئی بائیبل R.S.V. کی تصنیف میں ایسی تبدیلیاں کی ہیں جنہیں ہم ہرگز قبول نہیں کر سکتے مثلاً کنواری کی جگہ انہوں نے جوان کا ترجمہ کیا ہے اور دوسرا یہ کہ لفظ اکلوتے کو بالکل انجیل مقدس سے خارج کر دیا ہے اور مقدس مرقس کی انجیل کے آخری حصّے کو بالکل ختم کر دیا گیا ہے . . . تمام بائیبل مقدس میں سے ایک سو ساٹھ جملے و آیتیں نکال دی گئیں۔"

(کلامِ حق ستمبر ۱۹۶۹ء)

الفرقان - کیا ان "تبدیلیوں" کے باوجود یہ کہنا جائز ہے کہ بائیبل میں کوئی تبدیلی یا تحریف نہیں ہوئی۔ اور کیا اب بھی یہ روا ہے کہ فہم و فراست رکھنے والے مسیحی یسوع مسیح کو خدا کا اکلوتا بیٹا قرار دیتے رہیں؟

(۲) "علماءِ دین کی جان کنی"

مندرجہ بالا عنوان سے مدیر المنبر لائل پور لکھتے ہیں:-

"اس ہفتے ہم نے انتہائی پریشانی کے ساتھ یہ خبر بھی پڑھی کہ جمعیت علماء پاکستان — بریلوی حضرات کے علماء کرام کی تنظیم — کے ایک حصّے نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ مسٹر بھٹو کی اسلامی سوشلزم کی حمایت کریں گے اور مسٹر بھٹو ان کے نزدیک بے مثل بہادر راہنما ہیں۔" (المنبر ۲۹ اگست ۱۹۶۹ء)

اسی اشاعت میں لکھا ہے کہ:-

"ترجمانِ اسلام کی تازہ اشاعت میں مولانا غلام غوث صاحب نے دوسرے حضرات کے علاوہ خصوصیت سے مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور ان کے فرزند مولانا محمد مالک کو اپنی خاص زبان سے قدیم و جدید خطابات سے نوازا ہے اور متعدد دھمکیاں بھی دی ہیں۔ یہ صورتِ حال تشویش انگیز بھی ہے اور علماء کو جدید تعلیم یافتہ نسل میں رسوا کرنے اور انہیں تمام دینی طبقات سے بیزار کرنے والی بھی ہے۔" (المنبر ۲۹ اگست ۱۹۶۹ء)

الفرقان۔ کیا اب بھی ان "علماء" کے حق میں حدیثِ نبوی مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَ فِيهِمْ تَعُودُ کے پورا ہونے میں شک ہے؟

(۳) "وارثانِ محراب و منبر کا اخلاق"

عنوانِ بالا کے تحت مدیر ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور کا نوٹ ملاحظہ فرمائیں:-

"جمعیت علمائے اسلام کے ترجمان ہفت روزہ "ترجمانِ اسلام" ۲۲ اگست کے شمارہ میں اپنی خاص زبان میں لکھتا ہے کہ:-

"باقی رہی مودودی خواتین کی بات تو آپ کو شرم کرنی چاہیئے اور آپ کے گورو گھنٹال مودودی کو چلّو بھر پانی میں ڈوب جانا چاہیئے۔ ہم امہات المومنین کے ایک بال برابر مودودی جیسے گمراہ کی لاکھوں لڑکیوں کو "پرشہ" کے برابر نہیں سمجھتے۔ مودودی نے تو ازواجِ مطہرات کے بارے میں جھوٹ کہا ہے لیکن کیا وہ مودودی کی لڑکی اور بیوی کے بارے میں الزامات کی تردید کر سکتے ہیں؟" (صہ)

جب لوگ مولوی صاحبان کی زبان کی یہ شیرینی اور پاکیزگی دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ کیا یہ علماء ہیں اور علماء کی زبان ایسی ہوتی ہے تو بے ساختہ زبان پر وہ بات آجاتی ہے جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے کبھی کہی تھی۔

مولانا تھانوی مرحوم سے کسی نے پوچھا تھا کہ:-

"یا حضرت! مولوی ہو کر لوگ جوتے چرا لیتے ہیں، دھینگا مشتی پر اتر آتے ہیں ـــــ یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں، ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

آپ نے فرمایا:-

"میاں! مولوی چور نہیں بنتا چور مولوی بن جاتا ہے۔"

جمعیت علمائے اسلام کے معروف

رہنما مولنا غلام غوث ہزاروی نے اپنی زبان کے بل چلا کر نوخیز نسل کی جو فیری تیار کی ہے وہ بھی بدزبانی اور گالیوں کے باب میں بے مثال نمونے تیار کر رہی ہے اور کرے گی۔ اور ایک وقت آئیگا کہ یہی پود انہی ہتھیاروں کے ساتھ خود ان کے منہ میں آئے گی اور پھر وہ پچھتائیں گے۔" (۵ ستمبر ۶۹ء)

الفرقان۔ بدزبانی اور گالیوں کے "بے مثال نمونے" علماء کی اندرونی حالتوں کا آئینہ دار ہیں۔ ایسے لوگ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لائیں یا آپ کو گالیاں دیں تو قطعاً جائے تعجب نہیں۔

(۴) "گالیاں سُنکر صبر کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے" (مودودی)

ساٹھ برس گزرے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مخالف علماء کی دشنام دہی اور الزام تراشی کے جواب میں اپنے پیروؤں کو مندرجہ ذیل ہدایت فرمائی تھی ؎

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبُو تم بنو مشکِ تتار
گالیاں سُن کر دعا دو پاکے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
(براہین احمدیہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

جماعت احمدیہ نے اپنے نیک عمل سے اس ارشاد کی افادیت اور اس کی روحانی تاثیرات کو اتنا نمایاں کر دیا ہے کہ آج جناب مودودی صاحب کو بھی اپنے مخالف علماء کے بارے میں اپنے متعلقین کو ہدایت دینی پڑی ہے۔ روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۱ ستمبر ۶۹ء لکھتا ہے:-

"لاہور ۱۰ ستمبر۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ملک کے مختلف حصوں سے بار بار کے استفسارات پر جماعت اسلامی پاکستان سے ہمدردی اور دلچسپی رکھنے والے تمام افراد سے کہا ہے کہ اللہ کی راہ میں گالیاں سُننا انبیاء اور خود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اسلام کے لئے کام کرنیوالوں کو گالیاں سُن کر صبر کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے تزکیۂ نفس کا انتظام بھی ہے اور ہماری اخلاقی فتح کا ذریعہ بھی۔ اگر ہم گالی کا جواب گالی سے اور بہتان کا جواب بہتان سے نہ دیں گے تو بندگانِ خدا ہماری شرافت بھی دیکھ لیں گے اور ان لوگوں کے اخلاق کا بھی اندازہ کر لیں گے جو علماء کا جامہ پہن کر ان کے سامنے آ رہے ہیں اور اپنی تہذیب کا یہ نمونہ دکھا رہے ہیں۔ آپ نے کہ

صبر سے کام لیں مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے عوام کی اخلاقی حس مُردہ نہیں ہو گئی ہے کہ وہ ان لوگوں کی بدزبانی اور دشنام طرازی کو برداشت کرتی ہی چلی جائے گی آخر کار ایک دن وہ آنا ہے جب عوام خود ہی یہ باتیں سنتے سنتے تنگ آ جائیں گے۔ اس دوران میں جو مخالفین جو جھوٹے الزامات لگاتے ہیں ان کی تردید شریفانہ طریقہ سے کر دیجئے جو لوگ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں ان لوگوں کو لٹریچر اور ہماری تحریروں سے غلط فہمی دور کیجئے۔ جن چیزوں کا جواب آپ لوگ نہ دے سکیں وہ مرکز سے دریافت کیجئے۔ اس سے زائد آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر وہ عناصر زبان درازی سے گزر کر دست درازی کرنے پر آ جائیں تو آپ کو اپنے دفاع کا حق پہنچتا ہے۔ اس صورت میں ان کو ایسا سبق دیجئے کہ پھر عمر بھر وہ اس کو نہ بھولیں اور ان کو معلوم ہو جائے کہ شرافت کے معنی کمزوری اور بزدلی کے نہیں ہیں۔" (نوائے وقت ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء)

(۵) خطیبوں کے ہاتھوں میں تلواریں

صوبائی محکمہ اوقاف کے ناظم اعلیٰ مسٹر ایم مسعود نے کہا ہے کہ:-

"محکمے کی طرف سے بہت جلد ان مساجد کے خطیب حضرات کو جو محکمۂ اوقاف کی تحویل میں ہیں تلواریں مہیا کر دی جائیں گی اور وہ جمعہ یا عیدین کے خطبے تلواروں سے مسلح ہو کر دیا کریں گے۔"

جناب ناظم اعلیٰ نے اس کی حکمت یا ان الفاظ بیان فرمائی ہے کہ:-

"محکمہ یہ قدم عمل اور قول میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے اٹھا رہا ہے کیونکہ یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ جو امام اور خطیب حضرات دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد کے فتوے دے رہے ہوں وہ خود غیر مسلح ہوں"

(روزنامہ مشرق ملتان ۲۵ اگست ۱۹۶۹ء)

الفرقان۔ ناظم اعلیٰ کے ارشاد سے عیاں ہے کہ وہ آج تک علماء کے قول و عمل میں "عدم یکسانیت" کا اعتراف کر رہے ہیں۔ گویا وہ ان کو لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ کا مصداق قرار دیتے ہیں ایسے ائمہ اور خطیب جو صدیوں سے بے عملی کا شکار ہیں اور محض زبانی فتووں کے عادی ہیں ان کے ہاتھ میں جمعہ یا عید کے خطبہ کے موقعہ پر تلوار تھما دینے سے کیا فرق پڑ جائیگا؟ پھر کیا یہ عجیب بات نہ ہو گی کہ علماء محض مسجدوں میں اپنے مقتدیوں کے سامنے تلوار لیکر منبروں پر کھڑے ہو جایا کریں گے۔ اس کی بجائے چاہئے تھا کہ ان صاحبان کی باقاعدہ صف بندی کر کے ان کو محاذِ جنگ پر بھیجا جاتا

اور فی الحال کم از کم فوجی ٹریننگ ہی دی جاتی۔
ہاں ناظم صاحب اعلیٰ کو اس بات کا انتظام کرنا ضروری ہے کہ یہ علماء کہیں ان تلواروں سے اپنوں پر ہی حملہ آور ہونا شروع نہ کر دیں۔ زبان کی تلواریں تو وہ پہلے ہی بڑی شدت سے استعمال کر رہے ہیں۔

پھر اس ایمی دَور میں علماء کو محض تلوار دیدینا بقول تنظیم اہلحدیث ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ ہماری خواہش ہے کہ علماء کے اقوال قرآن کریم کے مطابق ہوں اور نہ پھر ان کے قول و عمل میں مطابقت ہو مگر مذکورہ بالا اقدام اس بارے میں کوئی بامعنی کوشش نہیں ہے۔

(۶) مُتَوَفِّيْكَ کے معنی

آیت کریمہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کا ترجمہ از جناب مولوی احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ لاہور—

"جس وقت اللہ نے فرمایا اے
عیسیٰ بے شک میں تمہیں وفات
دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی
طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں
کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور
جو لوگ تیرے تابعدار ہوں گے انہیں
اُن لوگوں پر قیامت کے دن تک
غالب رکھنے والا ہوں جو تیرے منکر
ہیں۔" (قرآن کریم مترجم مولانا حاجی
احمد علی صاحب طبع ۱۳۸۲ھ شائع کردہ
انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور)

الفرقان۔ علماء کی ایک جماعت ابھی تک خواہ مخواہ اس بحث میں پڑی ہوئی ہے کہ توفّی کے معنے وفات نہیں ہوتے اٹھانے کے ہوتے ہیں۔ مولوی احمد علی صاحب انجمن خدام الدین کے معروف عالم ہیں انہوں نے متوفّیک کے معنے "وفات دینے والا" کر کے جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی تائید کر دی ہے۔ خدا کرے کہ آئندہ دیگر دوسرے علماء بھی [illegible] کریں۔

(۷) مسیح کا "دوبارہ نزول" کیسا ہوگا

اہلحدیث عالم حافظ عبد القادر صاحب روپڑی نے لکھا تھا کہ:۔

"حضرت عیسیٰ جب دوبارہ نازل
ہوں گے تو سابقہ نبوت کی وجہ سے نبی
ہوں گے۔ عہدۂ نبوت کوئی ایسی شئے
نہیں جو عطا کرنے کے بعد چھین جائے۔
...... آنحضرتؐ کی شان ہے کہ صاحب
کتاب اور صاحب شریعت نبی بھی
آپؐ کا اُمتی ہوگا۔"
(تنظیم اہلحدیث لاہور ۲۷ جون ۱۹۶۹ء)

الفرقان۔ ہم نے لفظ "دوبارہ نازل ہونگے" کی طرف توجہ دلائی تھی کہ پھر تو ان کا پہلا نزول اُن کی "پیدائش و بعثت" تھی۔ حافظ صاحب اب فرماتے ہیں کہ:۔

"پہلے نزول سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں نزول مراد ہے۔" (تنظیم اہلحدیث ۵ ستمبر ۶۹ء)

معراج کی رات تو مسجد اقصیٰ میں سب انبیاء کا یکساں نزول ہوا تھا اور سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ نزول سب نبیوں کا روحانی تھا۔ اجسام بمعیت آسمانوں سے نہیں اُترے تھے ورنہ سب کا جسموں بمعیت آسمانوں پر جانا بھی ماننا پڑے گا۔ اب اگر حضرت مسیح کا آئندہ نزول بھی ایسا ہی روحانی ہوگا تو علماء کا نظریہ غلط قرار پاگیا۔

(۸) اُمّتی نبی اور شانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مندرجہ بالا اقتباس میں حافظ روپڑی صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود بہر حال نبی ہے اسکی نبوت کا اقرار لازمی ہے نیز یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہایت بلند ہے صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی بھی آپ کا اُمّتی ہو سکتا ہے اس پر ہم نے توجہ دلائی تھی کہ اندریں حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کے لئے اُمّتی نبوت کا دروازہ لازماً کھلا ہوگا۔ حافظ صاحب جواباً لکھتے ہیں کہ:-

"اُمّتی نبوت کا دروازہ کھلے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ سُنئیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا یا ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم۔ مسند احمد" (تنظیم اہلحدیث ۵ ستمبر ۶۹ء)

الفرقان۔ سوال تو پیدا ہو گیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا معاملہ آپ نے اٹھایا ہے۔ اگر پہلے کے کسی نبی کے آجانے سے حضور کی شان ظاہر ہوتی ہے تو آپ کے اُمّتی کے آپ کی پیروی کے طفیل نبی بن جانے سے یہ شان بدرجہ اولیٰ نمایاں ہوتی ہے۔ حدیث لا اُمۃ بعدکم میں تو ایسے نبی کے آنے کی ہی ممانعت ہے جو اپنی نئی اُمّت بنانے کا مدعی ہو۔ اس سے تو اشارۃ النص کے طور پر اُمّتی نبی کے آنے کا امکان ظاہر ہے۔

(۹) عیسائی فرقوں میں خونریز ہنگامے

چند ماہ سے آئرلینڈ کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں میں شدید فسادات جاری ہیں۔ خبر ہے کہ:-

"شمالی آئرلینڈ کے فسادات میں سینکڑوں افراد ہلاک و مجروح ہو چکے ہیں۔ برطانوی فوجیں ابھی تک فساد زدہ علاقوں میں گشت کر رہی ہیں بلوائیوں نے کئی عمارتیں اور کارخانے جلا دیئے ہیں۔ یہ فسادات عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان ہو رہے ہیں۔"

(امروز لاہور ۲۹ اگست ۶۹ء)

الفرقان متعصب دیوانے ہر جگہ یکساں ہیں۔ تشدد و خونریزی ہر جگہ ہی ان کا طریق کار ہے۔ یہ باتا

صرف مسلمان کہلانے والے علماء میں ہی نہیں پائی جاتی کہ وہ مذہب کے نام پر عوام کو اشتعال دلا کر فسادات برپا کر دیتے ہیں بلکہ عیسائی فرقوں کے متشدد پادری بھی ایسا ہی کرتے ہیں اسلئے یہ کہنا درست نہیں کہ فسادات صرف مسلمانوں میں ہی ہوتے ہیں۔ ہاں یہ استدلال بھی ہرگز درست نہیں کہ مذہب فساد کرواتا ہے۔ مذہب تو امن کی تعلیم دیتا ہے لیکن یہ لوگ جو مذہب کا غلط استعمال کرتے ہیں وہ شر پیدا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ غلط استعمال اچھی سے اچھی چیز کا بھی خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے۔

(۱۰) خلافت علیٰ منہاج نبوّت کی برکات

مدیر تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتے ہیں:-

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوّت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کی بگڑی کا سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملّتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اسکے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھیگا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟" (تنظیم اہلحدیث ۱۲ ستمبر ۶۹ء)

الفرقان - یہ اقتباس خلافت علیٰ منہاج نبوّت کی برکات کا واضح اقرار ہے۔ واقعی اُمّت کی ناؤ منجدھار سے نکالنے کا ذریعہ خلافت ہی ہے۔ جماعت احمدیہ کیلئے نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس نعمت سے نواز رکھا ہے۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

(۱۱) علماء کی چیلنج بازی؟

مدیر چٹان لکھتے ہیں:-

(الف) "شیخ ساطع الجمیلی نے مفتی محمود کو چیلنج کیا کہ وہ عوام کے سامنے آ کر تین طلاق کا حلف اٹھائیں کہ انہوں نے دینی خدمات کے صلے میں حکومت مصر یا کسی دوسری اشترا کی حکومت سے رقم یا معاوضہ وصول نہیں کیا۔"

(ب) "مفتی محمود نے جواب آں غزل کے طور پر کہا ہے کہ شیخ ساطع الجمیلی اپنی پوزیشن صاف کریں کہ ان کے پاکستان میں دورے کے اخراجات کون برداشت کر رہا ہے اور وہ ارجنٹائن میں کس خدمت پر مامور ہیں اور ان کے اخبار صوت الاسلام کے اخراجات کون برداشت کر رہا ہے؟"

(چٹان ۱۸ راگست ۶۹ء)

الفرقان - جب علماء سیاسی بن جائیں تو ان کے اطوار یہی ہوا کرتے ہیں۔ وہ بکاؤ مال بن جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اسلام کے لئے کوئی قربانی پیش کر سکتے ہیں؟ ہم حیران ہیں کہ ایسے چیلنج میں بیچاری بیویوں کے لئے تین طلاقوں کا سوال کس عقل اور فقہ کے ماتحت ہے؟

کشت زار

(جناب وسیم گورداسپوری۔ ملتان)

ہماری آرزو پوری ہو تیری مہربانی سے
تو سُوئے قادیاں سب چل پڑیں ہم شادمانی سے

تصوّر میں مرے دل پر تری تصویر کھنچ آئی
تخیّل میرا بازی لے گیا بہزاد و مانی سے

مکانِ دل کی وسعت بن گئی ہے باعثِ زحمت
مگر پھر بھی ہوں شرمندہ مکانِ لامکانی سے

شرر انداز ہو جائیں اگر دل کی تمنّائیں
شرف اندوز ہو جاؤں حرم کی پاسبانی سے

برس جائیں اگر ہم پر گھٹائیں تیرے فضلوں کی
بُجھائیں تشنگی دل کی تری رحمت کے پانی سے

زمینِ دل کو اُن کی ایک کشتِ زار کر یا رب!
کہ رُو گرداں ہوئے ہیں جو کتابِ آسمانی سے

دکھا دے قادیاں دار الاماں کی واپسی جلدی
یُونہی مولیٰ گزر جائیں نہ ہم اس دارِ فانی سے

بجز تیرے نہیں کوئی ہمارا حامی و ناصر
ہمیں یا رب بچانا ہر بلائے ناگہانی سے

مچلتی ہے تمنّا پردۂ گوشِ سماعت پر
غزل ہم بھی سُنیں کوئی وسیمؔ قادیانی سے

النساء ع ۱۹

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا

لوگ تجھ سے عورتوں (سے سلوک) کے بارے میں دریافت کرینگے۔ تو انہیں جواب دے کہ اللہ تعالیٰ خود تمہیں انکے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور جو

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا

کتاب میں تم پر پڑھا جاتا ہے　　وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے　جن کو تم ان کے مقررہ حقوق (مہر وغیرہ)

تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

تو ادا نہیں کرتے　　مگر ان سے شادی کرنے کے خواہاں ہو۔ نیز

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا

وہ حکم ان کے کمزور بچوں کے بارے میں ہے۔　(تم پر فرض ہے) کہ یتامیٰ کے بارے میں

تفسیر۔ سورہ نساء کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا (ع) اس آیت میں یتیم اور بے سہارا لڑکیوں سے شادی کرنے والوں پر خاص پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ ان کے حقوق کو پوری طرح ادا کریں اور کسی رنگ میں ان سے بے انصافی سے پیش آئیں۔ اگر کسی کو اپنی افتادِ طبع کے ماتحت یہ خدشہ ہو کہ وہ ایسی بے سہارا لڑکی سے شادی کر کے اس سے انصاف نہیں کر سکے گا تو اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایسی لڑکی سے شادی نہ کرے دوسری لڑکیوں سے جن کے سرپرست باز پرس کرنیوالے موجود ہوں ان سے شادی کرے آیت میں آگے فرمایا کہ شادیاں عند الضرورت اپنے حالات کے مطابق دو، تین اور چار تک ہو سکتی ہیں مگر اس صورت میں بھی

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

پورا انصاف قائم کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ (یاد رکھو کہ) جو بھی بھلائی کا کام تم کرو گے اللہ تعالیٰ

كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ○ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا

اسے بخوبی جاننے والا ہے۔ اگر کسی عورت (بیوی) کو اپنے خاوند کی طرف سے بے جا سختی یا بے اتفاقی کا

نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا

حقیقی خطرہ ہو تو اُن دونو پر کوئی ہرج نہیں کہ باہمی سمجھوتہ سے پھر صلح کر لیں

بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ

صلح کرنا بہرحال بابرکت ہے۔ انسانی طبائع میں بخل ودیعت رکھ دیا گیا

الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

ہے۔ اگر تم احسان کرو اور تقویٰ سے کام لو تو خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ○ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا

کو جاننے والا ہے (ان کا بدلہ دے گا) تم اپنی بیویوں کے درمیان (بلحاظ قلبی میلان) پوری یکسانیت تو ہرگز نہیں

کہ انفرادی حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری کے علاوہ یہ پابندی بھی لازمی ہے کہ بیویوں میں باہم عدل و انصاف کرنے کی اہلیت بھی خاوند میں ہونی چاہئے ورنہ اسے صرف ایک شادی کرنے کی اجازت ہے۔

یہ مضمون سورہ نساء کے ع کی آیت میں بیان ہوا ہے اب اس رکوع ۱۹ کی پہلی آیت وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ میں یہ سوال درپیش ہے کہ ایک بیوی یا متعدد بیویوں کی صورت میں حسن سلوک کی کیا نوعیت ہے اور اگر طبائع میں کسی طرح موافقت و مناسبت پیدا نہ ہو تو اسلام کی کیا ہدایت ہے؟ فرمایا کہ شروع سورۃ میں ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے جن کے سرپرست موجود نہیں ہوتے ان لڑکیوں سے بعض حالات میں تم شادی کر لیتے ہو مگر ان کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ یہ ظلم ہے اس سے بچو۔ ایسا ہی تم بعض دفعہ بیوہ عورتوں سے شادی کر لیتے ہو مگر انکے پہلے خاوندوں سے یتیم

بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ

کر سکتے　　خواہ تم اس کی کتنی خواہش اور کوشش کرو البتہ یہ لازمی ہے کہ تم ایک طرف ہی پورے طور پر نہ جھک جاؤ

فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ

اور پھر دوسری کو لٹکی ہوئی (اشیاء یا عورت) کی طرح کر دو۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ کی زندگی بسر کرو　　تو

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔　　اگر وہ دونوں (میاں بیوی) علیحدگی اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ

كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ○

اپنی وسعتوں سے نواز کر ہر دو کو غنی کر دیگا۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعتوں کا مالک اور حکیم ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا

اللہ ہی کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی سب موجودات ہیں۔　　ہم نے تم سے پہلے کے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اہل کتاب کو تاکیدی حکم دیا تھا　　اور تم کو بھی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔

بچوں کی نگرانی کا خیال نہیں رکھتے۔ یہ بھی ظلم ہے اس سے بھی باز آؤ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس ابتدائی آیت میں تاکیدی اور صریح ارشاد خداوندی ہے کہ یتیموں کے بارے میں انصاف اور عدل کو اپنا شعار بناؤ۔ یتیم لڑکی سے شادی کرو اس سے بھی ہر طرح انصاف کرو۔ یتیم بچوں کی ماں سے شادی کرو تب بھی اسکے یتیموں کا ہمیشہ خیال رکھو کسی قسم کی زیادتی اور ظلم نہ کرو۔ آخری حصہ آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر قسم کے نیک عمل کو جانتا ہے وہ اس کا پورا پورا بدلہ دیگا۔

دوسری آیت میں میاں بیوی کی باہمی ناچاقی کو صلح سے بدلنے کی تلقین فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ عموماً مالی مطالبات بالخصوص ناجائز مطالبات سے یہ صورت حال پیدا ہوا کرتی ہے اسلئے فریقین کو بخل اور حرص سے بچتے رہنا چاہیئے اور انسانی طبائع کی اس عمومی کمزوری سے مومنوں کو محفوظ رہنا چاہیئے۔ عربی زبان میں اَلشُّحُّ، بُخْلٌ مَعَ حِرْصٍ کو کہتے ہیں۔

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اگر تم انکار کروگے تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کی ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سب تعریفوں کا مستحق ہے آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی

مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

کے قبضہ میں ہیں۔ اللہ کافی کارساز ہے۔ اے لوگو! اگر اللہ چاہے تو تم سب کو

اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى

تباہ کرکے دوسرے لوگوں کو لا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ذٰلِكَ قَدِيْرًا ○ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

اس پر قادر ہے۔ جو شخص دنیا کا اجر اور بدلہ چاہتا ہے تو اسکی مرضی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ○ ۱۹ ع ۸ ۱۶

دنیا اور آخرت کا ثواب موجود ہے (یعنی ہردو کو طلب کیا جا سکتا ہے) اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

خاوند بخل سے کام لیتا ہے تب بھی کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے بیوی حرص اور لالچ کو شیوہ بنا لیتی ہے تب بھی باہمی ناراضگی پیدا ہو جاتی ہے فرمایا کہ ہردو کو احسان اور تقویٰ سے کام لینا چاہیئے۔

تیسری آیت کا مضمون یہ ہے کہ تعدد ازواج کی صورت میں اگرچہ قلبی میلان والا عدل تو خاوند کے اختیار سے باہر ہے اسے تو باپ بیٹوں کے درمیان بھی قائم نہیں کر سکتا لیکن ظاہری سلوک اور وقت کی تقسیم اور اخراجات وغیرہ کے معاملہ میں بیویوں میں پورا پورا عدل قائم کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ایک بیوی کی طرف ہی جھک جائے اور دوسری کو ایسی حالت میں رکھے "لَا هِيَ اَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ" (البخاری) کہ نہ وہ بیوہ کہی جا سکے اور نہ خاوند والی قرار دی جا سکے۔ گویا لٹکی ہوئی ہے۔ یہ سخت ظلم ہے۔ اس رکوع کی بقیہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی کامل مالکیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے؟

مفید اقتباسات

(۱)

آئرلینڈ کے مسیحیوں میں فسادات

"شمالی آئرلینڈ کے فسادات میں سینکڑوں افراد ہلاک و مجروح ہو چکے ہیں۔ برطانوی فوجیں ابھی تک فساد زدہ علاقوں میں گشت کر رہی ہیں۔ بلوائیوں نے کئی عمارتیں اور کارخانے جلا دیئے ہیں۔ یہ فسادات عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان ہو رہے ہیں۔

آئرلینڈ میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان نزاع کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ انگلستان میں رومن کیتھولک فرقے کا زوال بڑی تیزی سے ہوا تھا مگر آئرلینڈ نے نئے فرقے کو قبول نہ کیا جس کی وجہ سے انگلستان اور آئرلینڈ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور برطانوی حکومت کا رویہ آئرلینڈ سے مخاصمانہ رہا۔ انگلستان کی ملکہ الزبتھ اول نے مذہبی معاملات میں اگرچہ سختی برتنے سے اجتناب کیا مگر آئرلینڈ کے باشندوں کے دلوں میں یہ بات گھر کر گئی تھی کہ تاج برطانیہ کے مذہب کو قبول کرنا برطانیہ کی غلامی قبول کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہ اختلاف ہمیشہ قائم رہے اور آئرلینڈ کے باشندوں نے اپنے مذہب کو حب الوطنی کا جزو بنا کر تاج برطانیہ سے ہمیشہ بیزاری کا اظہار کیا۔ جیمز اول نے آئرلینڈ میں رومن کیتھولکوں کی اکثریت کم کرنے کے لئے انگریزوں اور سکاٹ باشندوں کو شمالی آئرلینڈ میں بسانا شروع کیا۔ ہزاروں کاشتکار اور کاریگر اس علاقے میں جا کر آباد ہوئے۔ ۱۶۴۱ء میں اس علاقے میں خونریز فسادات ہوئے جن میں باہر سے آ کر آباد ہونے والے بہت سے پروٹسٹنٹ مارے گئے۔ ان فسادات کو کرامویل نے بزور شمشیر ختم کیا مگر کرامویل کی فوجوں نے مقامی باشندوں پر جو ظلم کئے وہ ان کی نفرت بڑھانے کے لئے کافی تھے۔ ۱۶۹۱ء میں رومن کیتھولک فرقے کے عیسائیوں نے تاج برطانیہ کے خلاف ایک دفعہ پھر بغاوت کی۔ اس میں اگرچہ انہوں نے جیمز دوم کو شکست دی مگر لڑائی کے خاتمے کے بعد ان کے رہنما یورپ کے مختلف ملکوں میں پناہ گزین ہوئے اور اُن کے بیٹوں اور پوتوں نے نپولین اور آسٹریا کی فوجوں میں شامل ہو کر بڑے نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ اس کے بعد آئرلینڈ کے کیتھولکوں پر بڑا سخت دور آیا۔ سارے ملک کی زمین پر چند پروٹسٹنٹ خاندانوں کا قبضہ تھا۔ رومن کیتھولکوں کو شہری حقوق حاصل نہیں تھے۔ ۱۷۹۶ء میں فرانس نے آئرلینڈ پر حملہ کیا۔ ۱۷۹۸ء میں بغاوت ہوئی جسے کچل دیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ڈبلن میں پارلیمنٹ قائم ہو گئی مگر برطانوی حکمرانوں نے بعض افراد کو رشوتیں اور بعض کو خطاب دیکر یہ پارلیمنٹ ختم کرا دی۔ ۱۸۰۱ء میں یونین ایکٹ پاس ہوا اور آئرلینڈ

کے کچھ نوابوں کو ہاؤس آف لارڈز میں اور ایک سو افراد کو برطانوی پارلیمنٹ کا رکن بنا دیا گیا مگر یہ سارے کے سارے پروٹسٹنٹ تھے۔ آبادی کی اکثریت کا تعلق جس فرقے ——— رومن کیتھولک سے تھا اس کا ماننے والا ایک آدمی بھی پارلیمنٹ میں نہیں لیا گیا۔ اس انتظام کے تحت آئرلینڈ کی جو صورت مسخ ہوئی وہ سارے یورپ میں تمسخر اور استہزاء کا باعث بنی۔ آئرش باشندوں نے اس کے بعد تیس چالیس برس میں شاعری اور ڈرامہ نویسی وغیرہ کے ذریعے انگریزوں کے تسلط کے خلاف جس شدت سے اپنی نفرت کا اظہار کیا وہ آج بھی کتابوں کی جلدوں میں محفوظ ہے۔ ۱۸۴۶ء کے قحط نے آئرلینڈ میں بڑی تباہی مچائی اور اس کی آبادی آدھی رہ گئی۔ ۱۸۸۶ء میں گلیڈسٹون نے ہوم رول کی تحریک شروع کی۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران آئرلینڈ میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی جسے کچل دیا گیا۔ جنگ عظیم کے بعد آئرلینڈ کے مقامی باشندوں اور برطانوی فوجوں میں گوریلا جنگ کا آغاز ہوا جس سے تنگ آکر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ نے آئرلینڈ کے رہنماؤں سے بات چیت شروع کی۔ ۱۹۲۱ء میں آئرلینڈ کی محدود آزادی کا معاہدہ ہوا لیکن اس کے نتیجے میں آئرلینڈ کی قیادت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے کچھ اس معاہدے کے حق میں تھے اور کچھ اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ یہ اختلاف اب تک قائم ہے۔ اس معاہدہ کے تحت آئرلینڈ کا ایک حصہ برطانیہ میں شامل کر لیا گیا تھا۔ شمالی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ مئی ۱۹۲۱ء میں وجود میں آئی لیکن جنوبی آئرلینڈ کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق دے دیا گیا جس کے نتیجے میں آئرش فری سٹیٹ کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۳۷ء میں آئرش فری سٹیٹ نے جمہوریہ کا درجہ حاصل کر لیا اور برطانیہ سے اس کے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے ہیں۔"

(روزنامہ امروز لاہور ۲۹ اگست ۱۹۶۹ء)

(۲)

پورا عالمِ اسلام لہو لہان ہے

"آج تین درجن سے زائد مسلمان ممالک اقوامِ متحدہ کے رکن ہیں۔ ان کی مجموعی آبادی ۹۰ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس کے علاوہ بھارت، روس، چین میں مسلمان عظیم اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی مجموعی آبادی ۵۷ کروڑ کے قریب ہے، لیکن عملی اثر و رسوخ اور عالمی سیاسیات میں تمام اسلامی ممالک مل کر بھی اتنے با اثر نہیں جتنے اسرائیل، ایتھوپیا اور بھارت الگ الگ ہیں۔

اس کی وجہ یہ نہیں کہ مسلمان ممالک غریب اور تہی مایہ ہیں۔ تیل کی صورت میں لیبیا سے بحرین تک عالمِ اسلام میں سونے کے دریا بہتے ہیں۔ کویت، بحرین، قطر اور ابوظہبی کے حکمران دنیا کے مالدار ترین افراد میں شمار ہوتے ہیں۔

عالمِ اسلام کا چپہ چپہ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ کپاس، تمباکو، کوکو، کافی، ربڑ، ٹن، پٹرولیم اور دیگر کئی معدنیات میں عالمِ اسلام کو اجارہ داری حاصل ہے۔

دنیا کی اہم بحری اور فضائی شاہراہوں پر مسلمان ممالک قابض ہیں۔ درہ دانیال، نہر سویز، اسمارا، عدن، مالاکہ،

سنگاپور، جبرالٹر اور دارالسلام ہیں ناکہ بندی سے تمام دُنیا کی تجارت معطّل ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود سارا عالمِ اسلام آرنشوط سے جکارتا تک ہمہ تن داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم کا مصداق بنا ہوا ہے کہیں سُرخ و سفید سامراج کی سازشیں ہیں تو کہیں اپنے ہی حکمرانوں کی بے اعتدالیوں سے پُورا عالمِ اسلام لہو لہان ہے۔

افریقہ کے شمال مغربی کونے میں ساحلِ اوقیانوس پر ایک عظیم بندرگاہ ہے آرنشوط ـــــ یہ اسلامی جمہوریہ ماریطانیہ کا دارالحکومت ہے۔ ماریطانیہ پاکستان کے بعد دنیا کی دوسری مملکت ہے جس کے عوام نے اپنے ملک کے نام میں "اسلامیہ" کا لفظ شامل کیا ہے۔ خلافتِ امیہ کے عظیم جرنیل عقبہ بن نافع نے پہلی صدی ہجری میں ساحلِ نیل سے ساحلِ اوقیانوس تک کا وسیع علاقہ فتح کر کے اسلامی سلطنت کا جزو بنا دیا تھا۔ ماریطانیہ اسی علاقے کا ایک حصّہ ہے۔

یہ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ ماریطانیہ کے تعلقات اپنے پڑوسی مسلمان ملک مراکش سے اچھے نہیں ہیں۔ مراکش کا دعویٰ ہے کہ ماریطانیہ اس کا جُزو ہے۔ یہ الگ مملکت نہیں بن سکتا۔ یہ اختلاف اتنا شدید تھا کہ عرصے تک مراکش نے ماریطانیہ کو اقوامِ متحدہ کا رکن نہیں بننے دیا۔

یہ باہمی چپقلش ان دو ممالک تک ہی محدود نہیں بلکہ افریقہ کے سارے مسلمان ممالک اس کی لپیٹ میں ہیں۔ ایک طرف مراکش کا ماریطانیہ سے تنازعہ ہے دوسری طرف الجزائر سے بھی تعلقات خوشگوار نہیں۔ الجزائر میں صدارتی نظامِ حکومت ہے مراکش میں آئینی بادشاہت۔ الجزائر والے مراکش کو رجعت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں۔ مراکش الجزائر کو سوشلسٹ قرار دیتا ہے۔ الجزائر کو روس سے اسلحہ ملتا ہے مراکش کا امریکہ سے سمجھوتہ ہے۔ کئی بار سرحدی جھڑپیں ہو چکی ہیں مگر آجکل حالات کچھ پُرسکون ہیں۔ شاید اس لئے کہ اس وقت الجزائر کے صدر بومدین اپنے مخالفین کا سر کچلنے میں مشغول ہیں۔ اس داخلی محاذ آرائی نے ان کی توجہ خارج سے ہٹا لی ہے۔

یہی حال تیونس اور لیبیا کا ہے۔ تیونس بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ایک چھوٹا سا ملک ہے اسے الجزائر کی ترقی پسند حکومت سے ہر دم خطرہ لاحق رہتا ہے اس لئے اس نے امریکہ سے پینگیں بڑھائی ہیں۔ صدر بورقیبہ کشمیر کے سوال پر پاکستان کے زبردست حامی ہیں وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔ ان کی یہ خصوصیت صدر ناصر کو بہت کھلتی ہے۔ اکثر قاہرہ اور تیونس کے ریڈیو ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف رہتے ہیں۔

تیونس اور مصر کے درمیان لیبیا واقع ہے۔ عرب کے بادیہ نشینوں کی نگری جنہوں نے تپتے ہوئے صحراؤں میں مورچے بنا کر اطالیہ کی فاشی حکومت سے جنگ کی اور اس کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ لیبیا کے بادشاہ شاہ ادریس سنوسی پُرانے زمانے کے وضعدار حکمران تھے لیکن ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں قاہرہ ریڈیو نے ان کی پگڑی بھی اُچھال دی اور الزام لگایا کہ اسرائیلی طیارے لیبیا میں واقع امریکی اڈے سے پرواز کرتے ہیں۔ بعد میں اس کی تردید ہو گئی۔ اب لیبیا جنگی نقصان پورا کرنے کے لئے مصر کو ہر تیسرے ماہ ایک خطیر رقم دے رہا ہے۔

نیل کے ساحل پر عالمِ عرب کا اعصابی مرکز مصر آباد

ہے۔ صدرِ مصر کے ایسو کے بل کسی زمانے میں ہمسایہ حکومتوں کو تہ و بالا کر دیتے تھے لیکن یہ تب کی بات ہے جب جمال عبدالناصر بڑے طنطنے کے حکمران تھے۔ شاید ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ نے انہیں چھوا وجیسے دو "کا گر" سکھا دیا ہے۔ فی الحال شام، اُردن، لیبیا، تیونس اور سعودی عرب سے ان کے خوشگوار تعلقات ہیں۔ دیکھئے یہ شریف النفسی کتنے دن چلتی ہے۔

سوڈان افریقی بھی ہے اور عرب بھی۔ سوڈان کے لفظی معنی سیاہ کے ہیں۔ یہ عرصہ دراز سے عیسائی اقلیت کی سازشوں کا شکار ہے۔ شمالی علاقے میں مدت سے یورپی عیسائی انجمنیں سرگرم ہیں۔ اب ان کی سرگرمیوں نے ملک کے لئے امن وسلامتی کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ یہ سرزمین گزشتہ گیارہ سال میں دو مرتبہ فوجی انقلاب کا نشانہ بنی۔ اس میں وہاں کی سیاسی جماعتوں اور رہنماؤں کی کوتاہ اندیشیوں کو بھی دخل حاصل ہے۔ آج سوڈان اپنے فوجی حکمرانوں کی بدولت اسلام اور اشتراکیت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ ان فوجی حکمرانوں کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ حصولِ اقتدار کے بعد انہوں نے عہدوں کو کچھ اور بلند کر لیا ہے۔ ان حکمرانوں کا دوسرا کارنامہ ملک کی اعلیٰ ترین درسگاہ خرطوم درمان یونیورسٹی کی ناکہ بندی کی ہے جو ان کے خیال میں یہ انقلاب کے خلاف سازش کی آماجگاہ تھی۔

سوڈان کی زیریں سرحد سے متصل صومالیہ آباد ہے ۔۔۔ ۲۵ لاکھ عرب نژاد افریقیوں کے اس ملک سے افریقی مسلمانوں کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ صومالیہ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ ۲۵ لاکھ صومالی نسلی، لسانی، جغرافیائی، تاریخی اور ثقافتی اعتبار سے ایک مضبوط اور مستحکم قوم ہیں۔ ایتھوپیا انہیں اپنے لئے ایک مستقل خطرہ تصور کرتا ہے۔

صومالیہ سے اریٹیریا کی سرحد بھی متصل ہے۔ اریٹیریا ساحل بحیرہ احمر پر ایک سو میل طویل پٹی کی صورت میں ایتھوپیا اور سمندر کے درمیان حائل ہے۔ اریٹیریا کے عوام بھی کشمیر اور فلسطین کی طرح سامراجی عذاب میں مبتلا ہیں۔ اریٹیریا کے ۲۵ لاکھ مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ انہیں یا تو آزاد کر دیا جائے یا پھر صومالیہ سے ملا دیا جائے مگر اقوام متحدہ نے زبردستی انہیں ایتھوپیا کے حوالے کر دیا۔ اب وہ ایتھوپیا کی یہود نژاد عیسائی حکومت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔

ایتھوپیا بذاتِ خود عالم اسلام کے جسد پر ایک ناسور ہے۔ ۶۵ فی صد مسلمانوں کے اس ملک میں مٹھی بھر عیسائی اقلیت حکمران ہے۔ گزشتہ تین صدیوں سے اس سرزمین پر اہل اسلام کا خون بہایا جا رہا ہے۔ انہیں مسجد تعمیر کرنے اور قرآنی تعلیم کے لئے مکتب تک قائم کرنے کی آزادی نہیں۔ ان سے جبراً عیسائی چرچ کے لئے محصول وصول کیا جاتا ہے ۔۔۔ ہیل سلاسی موجودہ دور کا سب سے بڑا اسلام دشمن افریقی حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ صدر ناصر کا گہرا دوست بھی ہے۔

• افریقہ کے دیگر مسلمان ممالک میں سیرالیون، آپر وولٹا، آئیوری کوسٹ، بالائی وولٹا، ٹوگو، وسطی افریقی جمہوریہ اور ٹانگانیکا میں مسلمانوں کی آبادی ۶۰ فی صد کے لگ بھگ ہے لیکن ان تمام ممالک میں جو آزاد اور خود مختار ہیں عیسائی اقلیت حکمران ہے۔

ٹانگانیکا کی داستان بڑی دردناک ہے۔ اسلام یہاں پہلی صدی ہجری میں پہنچ گیا تھا۔ ۱۴ویں اور ۱۵ویں صدی میں یہاں مضبوط اسلامی حکومتیں قائم تھیں اور صرف ایک شہر میں تین سو مساجد تھیں۔ نوآبادیاتی دور میں اس پر برطانیہ، جرمنی اور اٹلی کا قبضہ رہا۔ ۱۹۶۱ء میں اس خطے کو آزادی

خالق کائنات کی طرف بندۂ مُسلم کا آسمانی سفر

تسخیرِ کائنات کا مقصد قرآن مجید کی روشنی میں

۵ بر کسے چوں مہربانی مے کنی ؛ از زمینی آسمانی مے کنی

(جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

(قسط نمبر ۲)

فنا بقاء لقاء کے رُوحانی مدارج کمالات

بندۂ مومن کو سلوک کی راہیں طے کرتے ہوئے تین اہم مدارج میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ مدارج دنیائے روحانیت میں فنا، بقاء اور لقاء کے نام سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی روشنی میں ان مدارج کی مندرجہ ذیل الفاظ میں وضاحت فرمائی ہے:۔

"اصطلاحی معنے اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اسکی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے.....

آیت موصوفہ بالا..... سعادت تامہ کے تینوں ضروری درجوں یعنی

فنا اور بقاء اور لقاء کی طرف اشارت کرتی ہے ...... اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کا فقرہ یہ تعلیم کر رہا ہے کہ تمام قویٰ اور اعضاء اور جو کچھ اپنا ہے خدا تعالیٰ کو سونپ دینا چاہئے اور اس کی راہ میں وقف کر دینا چاہیئے اور یہ وہی کیفیت ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں فنا ہے۔ وجہ یہ کہ جب انسان نے حسب مفہوم اِس آیت ممدوحہ کے اپنا تمام وجود معہ اس کی تمام قوتوں کے خدا تعالیٰ کو سونپ دیا اور اس کی راہ میں وقف کر دیا اور اپنی نفسانی جنبشوں اور سکونوں سے بکلی باز آ گیا تو بلا شبہ ایک قسم کی موت اس پر طاری ہو گئی اور اسی موت کو اہل تصوف فنا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

پھر بعد اس کے وَهُوَ مُحْسِنٌ کا فقرہ مرتبۂ بقاء کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ جب انسان بعد فنائے اکمل و اتم و سلب جذبات انسانی الٰہی جذبہ اور تحریک سے پھر جنبش میں آیا اور بعد منقطع ہو جانے تمام نفسانی حرکات کے پھر ربانی تحریکوں سے پُر ہو کر حرکت کرنے لگا تو یہ وہ حیاتِ ثانی ہے جس کا نام بقاء رکھنا چاہیئے پھر بعد اس کے یہ فقرات فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ جو اثبات و ایجاب اجر و نفی و سلب خوف و حزن پر دلالت کرتی ہے یہ حالت لقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ جس وقت انسان کے عرفان اور یقین اور توکل اور محبت میں ایسا مرتبہ عالیہ پیدا ہو جائے کہ اُس کے خلوص اور ایمان اور وفا کا اجر اس کی نظر میں وہمی اور خیالی اور ظنی نہ رہے بلکہ ایسا یقینی اور قطعی اور مشہود اور مرئی اور محسوس ہو کہ گویا وہ اس کو مل چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود پر ایسا یقین ہو جائے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور ہر ایک آئندہ کا خوف اُس کی نظر سے اُٹھ جاوے اور ہر ایک گزشتہ اور موجودہ غم کا نام و نشان نہ رہے اور ہر ایک روحانی تنعّم موجود الوقت نظر آوے تو یہی حالت جو ہر یک قبض اور کدورت سے پاک اور

ہریک دغدغہ اور شک سے محفوظ اور ہریک درد انتظار سے منزّہ ہے لقاء کے نام سے موسوم ہے اور اس مرتبۂ لقاء پر محسن کا لفظ جو آیت میں موجود ہے نہایت صراحت سے دلالت کر رہا ہے کیونکہ احسان حسب تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسی حالتِ کاملہ کا نام ہے کہ جب انسان اپنی پرستش کی حالت میں خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا کرے کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۴)

پھر فرماتے ہیں:-

" اور یہ لقاء کا مرتبہ تب سالک کے لئے کامل طور پر متحقق ہوتا ہے کہ جب ربانی رنگ بشریت کے رنگ و بُو کو تمام و کمال اپنے رنگ کے نیچے متواری اور پوشیدہ کر دیوے جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ نظر ظاہر میں بجز آگ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ وہی مقام ہے جس پر پہنچ کر بعض سالکین نے لغزشیں کھائی ہیں اور شہودی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا ہے اس مقام میں جو اولیاء اللہ پہنچے ہیں یا جن کو اس میں سے کوئی گھونٹ میسر آ گیا ہے بعض اہلِ تصوف نے اُن کا نام اطفال اللہ رکھ دیا ہے اس مناسبت سے کہ وہ لوگ صفاتِ الٰہی کے کنارِ عاطفت میں بکلّی جا پڑتے ہیں اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے حلیہ اور خط و خال میں کچھ اپنے باپ سے مناسبت رکھتا ہے ویسا ہی ان کو بھی ظلّی طور پر بوجہ تخلّق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفاتِ جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے ..... اس درجۂ لقاء میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مُٹھی کفار پر چلائی مگر اُس مُٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اُس کا اثر پڑا کہ کوئی اُن میں سے ایسا نہ رہا کہ جس

کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے۔ اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی اُن میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلشانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی جب تو نے اس مُٹھی کو پھینکا وہ تُو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اس الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اُس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار میں موجود تھا۔ اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں اور پیاسوں کا اُن سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دُودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے مُنہ کا لعاب ڈال کر اُس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اُن کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۶۵-۶۶)

لقاءِ الٰہی کی منزلوں کے سالارِ کارواں

خدا تک رسائی پانے کی ہر منزل چونکہ نہایت کٹھن اور دشوار گزار راہوں سے ہو کر گزرتی ہے اس لئے خدائے ربّ العالمین نے اس سفرِ رُوحانی کا قائدِ اعظم، منصبِ قابَ قوسین پر فائز، مقامِ سدرۃ المنتہیٰ کے حامل، مظہرِ اتمِ الوہیت، ذوالافق الاعلیٰ، صاحب المعراج، نبیوں کے سرتاج، سیّد الاوّلین والآخرین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر فرمایا اور دُنیا بھر میں یہ منادی کی کہ قادر و قدوس خدا کی لقاء سے مشرف ہونے اور اس کے عرش تک پہنچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی ضروری قرار دی کیونکہ "وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فیض کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی)

چنانچہ اللہ جلّشانہ اپنے رسول مقبول کو فرماتا ہے:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ
اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(آل عمران ع ۴)

یعنی ان کو کہدے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میرے پیچھے پیچھے چلنا اختیار کرو یعنی میرے طریق پر جو اسلام کی اعلیٰ حقیقت ہے قدم مارو تب خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

(ترجمہ از آئینہ کمالاتِ اسلام)

اسی سلسلہ میں آنحضرت کی اطاعت و فرمانبرداری کی نوعیت بتانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (سورۃ الزمر) یعنی کہہ اے میرے غلامو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمتِ الٰہی سے ناامید مت ہو خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی نہایت لطیف تشریح کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں بجائے قُلْ یٰعِبَادِ اللّٰہِ کے جس کے یہ معنے ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو! یہ فرمایا قُلْ یٰعِبَادِیَ یعنی کہہ اے میرے غلامو اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہاء رحمتوں کی بشارت دیوے

اور جو لوگ کثرتِ گناہوں سے دل شکستہ ہیں ان کو تسکین بخشے۔ سو اللہ جلّشانہٗ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلا دے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعاماتِ خاصہ سے مشرف کرتا ہوں۔ سو اُس نے قُلْ یٰعِبَادِیَ کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول دیکھو یہ میرا برگزیدہ، کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے۔ جو شخص **نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے** یعنی ایسا اُسکی طاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اُس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جائے گا۔ جاننا چاہئیے کہ عبد کا لفظ لغتِ عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جائے اور اس کے دامن طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پائے گا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

خدا تعالیٰ کی زیارت کے بعد آسمانی بشارتوں کا حصول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت غلامی میں جب انسان خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے تو اسکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارتیں ملتی ہیں اور وہ مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی سلوک کی منزل میں خدا تک رسائی پانے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر فرماتے ہیں :۔

"ہمارا اور اُن راستبازوں کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں یہ چشم دید واقعہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی پیروی میں جو اخلاص اور صدق قدم سے ہو یہ خاصیت ہے کہ آہستہ آہستہ خدائے واحد لاشریک کی محبت دل میں بیٹھتی جاتی ہے اور کلام الٰہی کی رُوحانی طاقت انسانی رُوح کو ایک نور بخشتی ہے جس سے اس کی آنکھ کھلتی ہے اور

انجام کار عالم ثانی کے عجائبات اُس کو دکھائی دیتے ہیں پس اُس دن سے اُس کو علم الیقین کے طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ پھر وہ یقین ترقی کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچتا ہے اور پھر عین الیقین سے حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اس کو کوئی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے پھر خدا کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے اور خارق عادت طریقوں سے اُس کے ایمان کو قوت دی جاتی ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی ایمانداروں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ ان بشارتوں کے اُس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۵۔۵۶)

علاوہ ازیں نہایت پُرشوکت الفاظ میں یوں فرماتے ہیں:-

"اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری رُوح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنے تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے اور نہ اُس کے خلق سے اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کرکے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔"

(نسیم دعوت ص۲)

حضور علیہ السلام نے اسی پر اکتفاء نہیں فرمائی بلکہ مشرقی اور مغربی اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اُس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اُوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ اُن کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے .... اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب مثت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کو اپنے اِس عربی شعر میں کمال خوبی سے بیان فرمایا ہے کہ ؎

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرِدَافَۃٍ
وَبِہِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّۃِ السُّلْطَانٖ

خدا کی قسم آنحضرتؐ شاہی دربار کے سب سے اعلیٰ افسر کی طرح ہیں اور آپ ہی کے ذریعہ سے خدا کے دربارِ سلطانی میں رسائی ہو سکتی ہے۔"

یہی مضمون آپؑ کے قلم مبارک سے فارسی شعر میں ادا ہوا ہے ؎

سالکاں را نیست غیر از وے امام
رہرواں را نیست جز وے رہبرے

سالکوں کے لئے اُس کے سوا کوئی امام نہیں اور راہِ حق کے طلبگاروں کے لئے اُس کے سوا کوئی رہبر نہیں۔"

نیز بتایا ہے ؎

جائے او جائیکہ طیرِ قدس را
سوزد از انوار آں بال و پرے

اس کا مقام وہ ہے جہاں اس مقام کے انوار کی وجہ

سے جبریلِ امین کے بھی بال و پر جل جاتے ہیں۔

سالک کے وجود میں زیارت خداوندی کے بعد اندرونی تاثیرات کا ظہور

جنابِ الٰہی سے پُرشوکت اور لذیذ کلام سے مشرف ہونا اس امر کا خارجی اور بیرونی نشان ہوتا ہے کہ بندہ فنائیت و بقاء کے درجوں سے گزر کر اپنے رب تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں تک محبوبِ ازلی تک رسائی پانے والے مسلم کا تعلق ہے وہ جب اپنے گمشدہ محبوب کو پالیتا ہے اور "خدا ہونا چاہیئے" کی سطح سے پرواز کر کے "خدا ہے" کے بلند تر مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی ہستی میں حیرت انگیز انقلاب واقع ہو جاتا ہے اور اس کے اندر ایسے ایسے زبردست تغیرات واقع ہونے شروع ہو جاتے ہیں کہ وہ تقویٰ کے لباس میں ملبوس ہو کر ایک نیا انسان بن جاتا ہے جسے خالقِ حقیقی کے ہاتھوں خلعتِ وجود بخشا جاتا ہے۔ اندرونی اعتبار سے سالکِ طریقت کے وجود میں لقاءِ الٰہی کے ردِّ عمل میں جو اثرات پیدا ہوتے ہیں اُن میں سے تین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ خدا تعالیٰ کا حسین چہرہ دیکھنے کے بعد انسان ہزار جان سے اس پر فدا ہو جاتا اور اپنی سب محبتیں اور عقیدتیں اسی سے وابستہ کر کے اُس کا عاشقِ صادق بن جاتا ہے۔ (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ)

۲۔ ارض و سماء اور شمسی و قمری نظام بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کے لئے دفترِ اسرار بن جاتا ہے۔ اس میں اسے خدا تعالیٰ کی تجلیات نظر آتی ہیں (اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ)

۳۔ اُس کی نگاہ میں خدا کے مقابل دُنیا کی سب بادشاہتیں، اُس کے اموال اور ترقیاتی سامان بالکل ہیچ اور لاشی محض ہو جاتے ہیں (وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں تینوں اثرات کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود مقدس میں یہ تینوں اثرات پوری آب و تاب سے نمودار ہوئے۔

اوّل۔ حضور علیہ السلام خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بُت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرامِ جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں ربّ البرایا
ہُوا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اسی طرح خدا تعالیٰ کی جناب میں عرض کرتے ہیں ؎

اے سرو جان و دل و ہر ذرہ ام قربانِ تو
بر دلم بکشا ز رحمت ہر درِ عرفانِ تو

اے وہ کہ تجھ پر میرا سر، جان، دل اور ہر ذرّہ قربان ہے میرے دل پر اپنی رحمت سے اپنی معرفت کا ہر دروازہ کھول دے۔

اسی طرح فرماتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ میخواہم از تو نیز توئی

دونوں جہان میں تو ہی میرا پیارا ہے
اور جو چیز میں تجھ سے چاہتا ہوں وہ تو ہی ہے۔

دوسری طرف اہلِ عالم کو بتایا:۔

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

(۹) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے کس طرح کارخانۂ عالم میں خدا تعالیٰ کی تجلیات کا نظارہ دیکھا اس کا اظہار آپ یوں فرماتے ہیں ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہ رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

اسی طرح فرماتے ہیں ؎

روئے دلبر از طلبگاراں نمے دارد حجاب
مے درخشد در خور و تابد اندر ماہتاب

دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سورج اور چاند دونوں میں چمکتا ہے۔

سوم۔ جہاں تک دنیا کی مادی ترقیات کا

تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک خدا تعالیٰ سے وابستگی اور تعلق کے مقابل پر اُن کی ذرہ بھر حیثیت نہیں اسی لئے آپ نے اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ :-

"خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ **غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔** وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ اُن کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایتِ اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔ اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور باقی سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اٹھا سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش! اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اُس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار تم غیر قوموں کو دیکھ کر اُن کی ریس مت کرو کہ **انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ** ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ اُن کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان۔

اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔
میں تمہیں دُنیا کے کسب اور حرفت
سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں
کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب
کچھ دُنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہئے
کہ تمہارے ہر کام میں خواہ دُنیا کا
ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور
توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے
لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے
بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ
ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی
اُترتی ہے۔ تم راستباز اُس وقت
بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک
کام کے وقت، ہر ایک مشکل کے
وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر
کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا
کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل
پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی
فرما! تب روح القدس تمہاری مدد
کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے
لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر
رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی
علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب
پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت
مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ
بھی نہیں نکالتے اُن کے پیرو مت
بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے
تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری
تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر
گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت
پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں بلکہ یک دفعہ
گریں گی اور احتمال ہے کہ اُن سے
کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح
تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے
قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے
مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت
مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو
تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی
اور آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔
یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں
کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ
وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا
کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب
یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی
وجہ سے دُنیا کے امتحان میں ڈالی
گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ
میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے
اور دُنیا کی مستیوں اور لذتوں سے
دل لگاتا ہے اور دُنیا کی دولتوں کا
خواہشمند ہوتا ہے تو دُنیا کے دروازے

اُس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کی رُو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے۔ پس جبکہ اس حیّ و قیّوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپروا ہیں اور اس سے مُنہ پھیر لیے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہے وہ انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہ سمجھا...... اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا بلکہ سچا فلسفہ رُوح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح القدس کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے..... ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے۔ پس زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں۔ جن کو خود تسلّی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلّی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے ' پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔"

(کشتی نوح صـ۱۳-۱۶)

خدا تعالےٰ کے قرب کیلئے غیر محدود منزلیں اور بیشمار تجلیات

عرفانِ الٰہی کے موضوع کا ہر گوشہ ناپیدا کنار سمندر اور بحرِ ذخار ہے جس پر قرآن مجید نے ایسی تفصیلی روشنی ڈالی ہے کہ انسان ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی انسان قیامت تک اس کے کسی ایک پہلو کا سطحی طور پر بھی احاطہ کر سکے اسلئے مجھے اس مضمون کو انتہائی ناقص، از حد تشنہ اور بالکل ناتمام صورت میں چھوڑتے ہوئے بالآخر یہ عرض کرنا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی تمام فیوض کی مبدء، تمام

انوار کی علت العلل، تمام رحمتوں کی سرچشمہ، ازلی ابدی اور غیر محدود ہستی ہے اس لئے اُس کے عرش تک پہنچنے کی منزلیں بھی بے شمار ہیں اور ہر منزل ایسی ہے کہ ہر متلاشیٔ حق کو اس کی آخری سرحد تک پہنچتے ہی دوبارہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" اور "رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا" کی عاجزانہ درخواست حضرت باری تعالیٰ کے سامنے پیش کرکے آگے قدم بڑھانا پڑتا ہے مگر جونہی وہ اگلی منزل میں داخل ہوکر خدا کی زیارت کرتا ہے تو اسے معبودِ حقیقی کا حسین چہرہ "كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ" کے مطابق ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا نظر آتا ہے اور بندۂ مسلم پر آسمانی تجلیات و برکات کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور امام السالکین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربات و مشاہدات کی بناء پر سلوک و لقاء کے ان احوال و کوائف پر بھی نہایت وجد آفریں انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"اُس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اُس کے عجائب کام ناپیدا کنار ہیں اور وہ اپنے خاص بندوں کیلئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون میں ہی داخل ہے۔ جب ایک شخص اس کے آستانے پر ایک نئی روح لیکر حاضر ہوتا ہے اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محض اسکی رضامندی کے لئے پیدا کرلیتا ہے تب خدا بھی اس کے لئے ایک تبدیلی پیدا کرلیتا ہے کہ گویا اس بندے پر جو خدا ظاہر ہوا ہے وہ اور ہی خدا ہے نہ وہ خدا جس کو عام لوگ جانتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۹۹)

علاوہ ازیں حضورؑ نے کشتی نوح میں اس حقیقت کا نقشہ بایں الفاظ کھینچا ہے:-

"ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دُکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا

ہے اور انسان بقدر اپنی
تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی
دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا
میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ
ازل سے غیر متغیر اور کمال
تام رکھتا ہے۔ لیکن
انسانی تغیرات کے وقت
جب نیکی کی طرف انسان
کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی
ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر
ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ
حالت کے وقت جو انسان
سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ
کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی
کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔
وہ خارق عادت قدرت
اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں
خارق عادت تبدیلی ظاہر
ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات
کی یہی جڑ ہے۔ یہ
خدا ہے جو ہمارے سلسلہ
کی شرط ہے۔ اس پر ایمان
لاؤ اور اپنے نفس پر اور
اپنے آراموں پر اور اس کے
کل تعلقات پر اس کو مقدم
رکھو اور عملی طور پر بہادری کے
ساتھ اس کی راہ میں صدق و
وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب
اور اپنے عزیزوں پر اس کو
مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس
کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر
اس کی جماعت لکھے جاؤ۔"
(کشتی نوح)

اس حقیقت کی خبر دیتے ہیں خیر المرسلین

امریکی ماہ نورد جب چاند کی جانب سے واپس آئے
تو ذیل کے قطعات ارتجالاً کہے گئے۔ (محمد سلیم اختر)

(۱)

پہنچنے والے قمر کی رفعتوں تک، ہمنشیں
رہ نہیں سکتے وہاں جان لے یہ بالیقیں
رابطہ ہو جائے گا ان کا ستاروں سے مگر
اس سے بڑھ کر اور کچھ ممکن نہیں ممکن نہیں

(۲)

آسماں پر تیر جو پھینکے گا دجال لعیں
خوں سے رنگیں ہو کر آئینگے واپس نہیں
بات اسکے الٹ ہو یہ بات ممکن ہی نہیں
اس حقیقت کی خبر دیتے ہیں خیر المرسلین

قرآن مجید

(جناب امین اللہ خان سالکؔ بن)

زیست کے بے قرار لمحوں میں
مژدۂ خوشگوار ہے قرآں

رُوح پاتی ہے اِک جہانِ سکوں
نغمۂ دل بہار ہے قرآں

حسن و فرح و لطافت و عرفاں
حرفِ وصلِ نگار ہے قرآں

ہر تبدّل سے تا ابد محفوظ
ذکرِ صد افتخار ہے قرآں

یہ ہے عہدِ قدیم کی تعبیر
عہدِ آمرزگار ہے قرآں

یہ ہدایت، یہ حکمت و فرقاں
نُورِ حق، رہنمائے عالمیاں

(بقیہ از صفحہ ۲۳)
نصیب ہوئی۔ سنہ ۱۹۶۴ء میں زنجبار اور ٹانگانیکا کا وفاق قائم ہوا۔ اس کے بعد یہاں مقامی افریقیوں اور عربوں کے درمیان خونریز فساد ہوا۔ جس میں سینکڑوں عرب ہلاک کر دیئے گئے۔

اسی براعظم میں نائیجیریا بھی واقع ہے۔ یہاں مسلمان آبادی تناسب کے اعتبار سے ۵۰ فی صد ہے۔ سید احمد و بیلو اور ابوبکر تفاوا بیلوا کے وطن میں آج مٹھی بھر عیسائی اقلیت خانہ جنگی کا طوفان بپا کئے ہوئے ہے۔ ۵ کروڑ فرزندان توحید کا یہ طاقتور ترین افریقی ملک آج خاک و خون میں غلطاں ہے۔ دنیا بھر کی عیسائی مملکتوں اور شخصیتوں کو اس بات کا خیال تو ہے کہ بیافرا کے عیسائیوں کو کڑے مصائب کا سامنا ہے مگر اس اقلیت نے افریقہ کے مسلمان رہنماؤں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے احتساب کا کسی کو خیال نہیں۔

ایشیا میں اسلامی ممالک کا سلسلہ ترکی سے انڈونیشیا تک پھیلا ہوا ہے۔ ترکی سلیمانِ عالیشان اور سلطان محمد فاتح کی سرزمین ہے جن کی جرأتِ ایمانی اور مجاہدانہ عزیمت کے نشان آج بھی یوگوسلاویہ، البانیہ، یونان، بلغاریہ اور اٹلی کے چپے چپے پر ثبت ہیں لیکن جب ترک درسِ جہاد کو فراموش کر بیٹھے تو یورپ کے مردِ بیمار ہو گئے۔ انہوں نے عصائے خلافت توڑ کر خود کو کعبے کی پاسبانی سے محروم کر لیا۔ ترکی آج بھی دو دنیاؤں کا مالک اور آبنائے باسفورس پر قابض ہے جو مشرق و مغرب اور سفید خون کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ وہ ترکی جس کے غضب سے کبھی روم و یونان کے حکمران تھراتے تھے آج قبرص کی مٹھی بھر یونانی عیسائی اقلیت اس کے لئے چیلنج بن گئی ہے۔

ترکی پر جب یونان نے حملہ کیا تو مصطفےٰ کمال نے ہاتھ میں قرآن لیکر پکارا: اس کتاب کو بچانا ہے تو جہاد کرو۔ جب جہاد کے ذریعے ترکی بچ گیا تو یہ کتاب طاقِ نسیان کی زینت ہو گئی۔ اس کے بعد اس سرزمین پر کیا کیا ظلم و ستم نہیں ہوئے۔ اذان پر پابندی لگی، خطِ عربی متروک ہوا، برقعہ جلا دیا گیا، ترکی ٹوپی پاؤں سے روندی گئی۔ مسجد یا صوفیہ میں نماز ممنوع قرار پائی، حج پر پابندی لگی، شعائرِ اسلام کا کھُلم کھُلا مذاق اُڑایا گیا، لیکن ترکوں کے دل سے اسلام کی محبت نکالی نہ جا سکی۔ وہ آج بھی پکے اور صادق مسلمان ہیں۔ عالمِ اسلام کی بہت سی امیدیں اسی سرزمین سے وابستہ ہیں۔

ترکی سے نیچے اترتے ہی شام زیرِ قدم آ جاتا ہے۔ شام دمشق اور حلب کی سرزمین جہاں صلاح الدین محوِ استراحت ہے۔ وہ صلاح الدین جو ازمنہ وسطیٰ کے یورپ میں عرصہ دراز تک عظمت و شجاعت، شرافت و پاکیزگی کا نشان بنا رہا، جس کی تلوار کی جھنکار سے آج بھی رچرڈ جیسے شیر دل کا جسم زیرِ کفن کانپ اُٹھتا ہے۔ یہ جلیل القدر شخصیت دمشق میں محوِ خواب ہے۔ اب خود اس کے ہم وطن اور ہم مذہب اس کے خلاف نعرے لگاتے ہیں۔ آج اس کا دین اپنوں کے لئے مسخر و استہزاء کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ سلطان اگر زندہ ہوتا تو ان زبان درازوں کی زبانیں بند کر دیتا۔ جنگِ اسرائیل کے موقعہ پر شام کی فوج دارالحکومت سے باہر نہ نکلی۔ شام میں مٹھی بھر غیر مسلم اقلیت ۹۰ فی صد مسلمانوں پر حاکم ہے۔

شام کی گود میں لبنان آباد ہے۔ بحرہ روم کے کنارے ایک نقطہ سا ہے۔ اس کا قیام فرانسیسی استبداد کی یادگار ہے۔

اس کی بقا عیسائی سازش پر منحصر ہے۔ لبنان کے دارالحکومت بیروت کی ہر رات شبِ وصال ہے۔ یہاں اقصائے عرب کی دولت پانی کی طرح بہائی جاتی ہے۔

لبنان سے ملحق اُردن کی سرزمین ہے۔ خاندانِ ہاشمی کے جواں سال حکمران نے ہاشمی شجاعت اور فراست کی یاد اس دور میں تازہ کر دی ہے۔ یہ بادیہ نشینوں اور صحرا نوردوں کا ملک ہے جہاں اگلے زمانے کے کچھ آثار آج بھی محفوظ ہیں۔ یہ واحد ملک تھا جس نے کفر و یہودیت کے معرکہ میں مسلمانوں کی لاج رکھ لی جس کے طیاروں نے ایک بار تو اہالیان تل ابیب اور حیفہ پر قیامت توڑ دی۔ اگر اپنوں نے دھوکہ نہ دیا ہوتا تو آج عالم اسلام قبلۂ اوّل سے محروم نہ ہوا ہوتا۔ اردن قبلۂ اوّل کا محافظ دشمنوں کی غوغا آرائی کے باوجود آج بھی اسلاف کی شجاعت کا امین ہے۔

اردن ہی کے دامن میں اسرائیل کا وجود خنجر کی مانند قلب اسلام میں پیوست ہے جس کی کسک میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اردن کے ایک کونے میں عراق واقع ہے۔ فرات اور دجلہ اور بابل کی سرزمین جو شاید ازل سے خون کی پیاسی ہے۔ اس نے بابلیوں، کلدیوں، اشوریوں کا خون پیا۔ نواسۂ رسولؐ کا لہو اسی سرزمین پر بہا۔ اس نے ہلاکو اور چنگیز کی پذیرائی کی جس کے نتیجے میں اس کے سینے پر انسانی کھوپڑیوں کے مینار تعمیر ہوئے۔ یہاں پر انقلابات کی حکمرانی ہے۔ شاہ فیصل کے قتل کے بعد عبدالکریم قاسم، عبدالسلام عارف، عبدالرحمٰن عارف، عبدالرحمٰن بزاز اور نہ جانے کتنے آئے اور چلے گئے۔ آج پھر کربلا کا سماں ہے۔ نواسۂ رسولؐ کے جاں نثار نقدِ دل و جاں پیش کر کے بارگاہِ رسالت میں سرخروئی حاصل کر رہے ہیں۔ بغداد جو کبھی تہذیب، علم اور فن کا مرکز تھا، کوفہ جو کبھی امام اعظمؒ کا مسکن تھا، جیلان جو کبھی رشد و ہدایت کا منبع تھا آج سب سنسان ہیں۔ ہر طرف پھانسیاں لٹک رہی ہیں۔ تاریخ فیصلہ کرے گی کہ کون ظالم ہے کون مظلوم، یزید کون ہے اور حسین کون؟

عراق سے چل کر سعدی شیرازی کی سرزمین اور حافظ و خیام کے وطن ایران میں قدم رکھتے ہیں۔ تبریز و اصفہان بھی دیکھئے جہاں حسنِ جسمانی اور لطافتِ لسانی کے دریا موجزن ہیں۔ ہر گلی دامن کشا اور ہر کوچہ دل افزا ہے۔ ایران تیزی سے ترقی کی جانب گامزن ہے اور پاکستان کا حلیف اوّل اور برادر ملک ہے۔

ذرا ایک نظر نیچے کی طرف ڈال لیجئے۔ کویت میں سیاہ سونے کا سمندر موجزن ہے۔ دولت کی ریل پیل ہے۔ طرح طرح سے خرچ کرنے کی سبیلیں نکالی جا رہی ہیں۔ اب ادب سے ہاتھ باندھیئے اور سعودی عرب کی طرف چلئے۔ دنیائے مغرب میں اسلام کے اس جزیرے کو دور سے دیکھیں تو کہیں کہیں نظامِ اسلامی کی جھلک دکھائی دے جاتی ہے۔ غور سے نہ دیکھئے کہیں مایوسی طاری نہ ہو جائے۔ اتنا بڑا ملک وسائل بے شمار لیکن طاقت صفر کے برابر۔ یہ سوچ کر قرار آ جاتا ہے اللہ کا گھر ہے اللہ خود حفاظت کرے گا۔

سعودی عرب کے نیچے صفر جیسی قد و قامت اور صفر جیسی اہمیت کے کئی علاقے ہیں۔ قطر، دوبئی، ابوظبی، راس الخیمہ، الشجیرہ، ام القوین، عجمان، شارجہ، بحرین، مسقط اور عمان میں۔ ان میں سے بحرین، ابوظبی، دوبئی اور قطر تیل کی دولت سے

مالا مال ہیں۔ عیش و عشرت کے بازار ہر سُو گرم ہیں جب تک ان علاقوں میں برطانوی فوج تعینات رہی سب خوابِ خرگوش میں مبتلا رہے۔ اب جب برطانیہ نے کُوچ کا نقارہ بجایا تو اس کی خوشامد ہو رہی ہے کہ ہمیں کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہو۔ برطانوی فوج کا انخلا ۱۹۷۱ء میں ہو گا۔ ان حکمرانوں کے کئی اجلاس ہوئے۔ ایک مضبوط وفاقی حکومت بنانے کا منصوبہ سامنے آیا لیکن دارالحکومت، پرچم، ترانہ اور حکمرانوں کے اختیارات پر اتفاق نہ ہو سکا سب مسلمان ہیں اور مذہب بھی ایک ہے، زبان ایک ہے، نسل ایک ہے، تاریخ و ثقافت مشترک ہیں، دشمن بھی مشترک ہے مگر اتحاد ایک نہیں ہے۔

ذرا اور آگے بڑھیے۔ جنوبی اور شمالی یمن نظر آئیں گے۔ یمن ملکہ سبا کا وطن، تاریخ کا گہوارہ اور دنیا کی قدیم ترین تجارتی و بحری شاہراہ کا امین عرصہ دراز تک خانہ جنگی کا شکار رہا۔ شمالی یمن نے کئی برس پہلے مصر سے اتحاد کیا۔ چند ہی روز بعد ملک میں خانہ جنگی چھڑ گئی، آج ملک تباہی کے قریب ہے۔ مصری فوج رخصت ہوئی اور روسی پہنچ گئے۔ ایک اندازے کے مطابق اس خانہ جنگی میں ۵ لاکھ یمنی مارے جا چکے ہیں۔

جنوبی یمن نے حال ہی میں بڑی قربانیاں دیکر آزادی حاصل کی مگر یہ بھی خانہ جنگی علفشار کا شکار ہے۔ ملک کو آزادی ملتے ہی صدر شعبی معزول کر دیئے گئے۔ اب معتوب ہیں۔ عرب اسرائیل جنگ کے دوران یہاں کی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ عدن میں ناکہ بندی کر کے اسرائیلی جہازوں کو بحیرہ عرب سے بندرگاہ ایلات میں نہیں جانے دیں گے۔ یہ دعویٰ صرف اعلان تک ہی محدود رہا۔

مشرق بعید میں صرف دو اسلامی ملک ہیں ملائشیا اور انڈونیشیا۔ دونوں میں اشتراکیت کی وبا پھیل رہی ہے۔ قوم پرستی کی افیون نے پوری قوم کا مزاج بگاڑ دیا ہے لیکن اسلام کا جامِ صحت حکمرانوں کے نزدیک بد پرہیزی ہے۔ سچ پوچھئے تو پورے عالمِ اسلام کا یہی حال ہے۔ **پورے عالمِ اسلام کو ایک ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو ۵۷ کروڑ فرزندانِ توحید کو تازہ ولولہ، عزم اور ذوقِ عمل بخش سکے۔"**

(ہفت روزہ زندگی لاہور ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء)

جناب حافظ شفیق احمد صاحب مرحوم کے متعلق

ماہ جولائی کے شمارہ میں محترم حافظ شفیق احمد صاحب کا فوٹو شائع ہوا ہے اور ساتھ مختصر حالات بھی ذکر تھے بعض امور اصلاح طلب ہیں یاد رہے کہ آپ ضلع سہارنپور کے رہنے والے نہ تھے بلکہ نجیب آباد ضلع بجنور کے باشندے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم کے پانچ بھائی ہیں (۱) مکرم محمد یعقوب صاحب کراچی جو قیس مینائی کے تخلص سے زیادہ مشہور ہیں (۲) عبدالسلام صاحب (۳) حافظ محمد ادریس صاحب (۴) محمد اسحاق صاحب ڈاکٹر (۵) رشید احمد صاحب جو سہارنپور میں رہتے ہیں۔ اول الذکر دو تو مخلص احمدی ہیں اور باقی بھائیوں میں بھی سعادت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جناب حافظ صاحب مرحوم کے دادا کے حقیقی بڑے بھائی حضرت حافظ خدا بخش صاحب سوداگر ڈیرہ دون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ ۳۱۳ میں شامل تھے۔

احباب سے درخواست ہے کہ محترم حافظ شفیق احمد صاحب کی بلندیٔ [illegible]

مناجات ربّ کریم

(جناب چودھری شیخ محمد صاحب ایم۔ اے، ملتان)

اے مرے پیارے مرے فرمانروا — معصیت میں ہوں پڑا بے دست و پا
خالق و مالک ہے تو ہر چیز کا — جس کو چاہے بخش دے یا دے سزا
زندگی بیتی مری عصیان میں — تیری رحمت کا فقط ہے آسرا
تیری رحمت کا نہیں کوئی حساب — میرے عیبوں کی نہیں گو انتہا
کرم خاکی ہوں بہت ہوں ناتواں — اے مرے پیارے نہ مجھ کو آزما
میں بہت عاجز بہت کمزور ہوں — اپنی رحمت سے مجھے اوپر اٹھا
پیدا کر اپنی محبت کی وہ آگ — جو گناہوں کو مرے کر دے فنا
دے مرے مالک مجھے عشق رسولؐ — جان اُس پہ اپنی کر دوں میں فدا
پاک کر میرے دل ناپاک کو — غیر کے پنجے سے اس کو کر رہا
میرے دل کی گندگی کو دُور کر — اس پہ قادر کون ہے تیرے سوا
اشک کے پانی سے سب دُھل جائیں داغ — دے مرے پیارے مجھے صدق و صفا
کر منور میرے دل کو عشق سے — نظر آئے اس میں تیرا نقش پا
زندگی اور موت تیرے بس میں ہے — مُردہ حالت میں ہوں دے مجھ کو جلا
تا کہ مل جائے مجھے پھر زندگی — اپنی آغوشِ محبت میں اُٹھا
باغِ احمد کا بنایا اِک شجر — اِس شجر کو سُوکھنے سے اب بچا
چشمۂ صافی سے دے پانی اسے — ذکر تیرا ہو فقط اس کی غذا
خدمت اسلام کی توفیق دے — تا کہ مل جائے مجھے تیری رضا
دے مجھے توفیق تا میں کر سکوں — تیرا اور بندوں کا تیرے حق ادا
دستگیری و حفاظت کر مری — رہنمائی کر مری اے رہنما
ہے محبت وہ جو ہو تجھ سے فقط — بن ترے نہ زندگی میں ہو مزا
دردِ ہجراں سے بہت رنجور ہوں — فضل کر، دے فاصلے سارے مٹا
ہو مرے پیارے مرا انجام نیک — تیری شفقت سے میں پا جاؤں شفا

حاصلِ مطالعہ

(جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

(۱) اذان کے دلچسپ معنے

دشمنانِ اسلام مسلمانوں کی مقدس تعلیمات کی نسبت کیا کیا غلط فہمیاں پھیلاتے رہے ہیں۔ اس کی ایک دلچسپ مثال شورش کاشمیری نے اپنی کتاب قیدِ فرنگ میں دی ہے۔ مسٹر شانتی کمار گپتا نے انہیں بتایا کہ "ہمارے کانوں میں ابتداءً یہ بات ڈالی گئی تھی کہ مسلمان جب اذان دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے اللہ کا نام لیکر کافروں پر ٹوٹ پڑو اسی میں تمہاری نجات اور اسی میں تمہاری فلاح ہے۔"

(قیدِ فرنگ ص۹۲)

(۲) یاجوج ماجوج اور دجال کے حامی "علماء"

ہری پور کے ایک دیوبندی عالم عبدالرحمٰن صاحب کا حسب ذیل مکتوب رسالہ چٹان (۲۵ اگست ۱۹۶۹ء) میں شائع ہوا ہے:۔

"مولانا آزاد، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے بیان کے مطابق قرآن میں مذکور "یاجوج ماجوج" کی قوم کا مسکن روس و چین قرار پاتا ہے۔ یورپی مورخ بھی انہیں گاگ میگاگ یاجوج و ماجوج ہی تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث میں یاجوج و ماجوج کی کثرت اور فساد فی الارض کو قیامت کے آثار میں سے ایک عظیم نشانی کے طور پر بیان کیا گیا ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ علمائے دیوبند محولہ بالا بزرگوں کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں لیکن کیا کبھی انہوں نے سوچا کہ سوشلزم کے اتحادی علماء یاجوج و ماجوج سے اتحاد نہیں کر رہے ہیں کیا انہوں نے کبھی اس حدیثِ رسول پر بھی غور کیا ہے کہ قربِ قیامت کے قریب دجال ظاہر ہوگا اور بہت سے علماء اس سے اتحاد کر لیں گے! ان حالات میں علماء کا سوشلسٹوں سے اتحاد کفر کی طاقت کا ذریعہ تو نہیں بن رہا؟"

(۳) "سوشلزم کا سائنٹفک ہتھیار"

چودھری افضل حق صاحب کی کتاب "تاریخِ احرار" کا ایک ورق:۔

"لوگ بجا طور پر پوچھتے ہیں کہ احرار کو کیا ہوگیا کہ مذہب کی دلدل میں پھنس گئے۔ یہاں پھنس کر کون نکلا ہے جو یہ نکلیں گے؟ مگر یہ کون لوگ ہیں۔ وہ جن کا دل غریبوں کی مصیبتوں سے خون کے آنسو روتا ہے۔ وہ مذہب اسلام

سے بھی بیزار ہیں اس لئے کہ اس کی ساری تاریخ
شہنشاہیت اور جاگیرداری کی دردناک کہانی
ہے کسی کو کیا پڑی کہ وہ شہنشاہیت کے خس و
خاشاک کے ڈھیر کی چھان بین کر کے اسلام
کی سوئی کو ڈھونڈے تا کہ انسانیت کی
پاک دامانی کا رفو کر سکے۔ اس کے پاس کارل مارکس
کے سائنٹی فک سوشلزم کا ہتھیار موجود ہے۔"
(ص۱ طبع دوم مارچ ۱۹۶۸ء)

(۴) جواہر لال نہرو اور گاندھی خلفائے راشدین کے نقش قدم پر ہیں؟

اسی کتاب میں پاکستان کی نسبت یہ گوہر افشانی
کی گئی ہے کہ :-

"اسلام کے باغی پاکستان سے ہم ہندو
ہندوستان کو پسند کریں گے جہاں نماز روزہ
کی اجازت کے ساتھ باقی عدل و انصاف
کے پروگرام کے مطابق نظام حکومت ہوگا ..
..... حضرت شاہ ولی اللہ کارل مارکس کی
پیدائش سے ۵۰ سال پہلے پیدا ہوئے۔ ان
کے قول کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ امراء اور سلاطین کی
لوٹ کھسوٹ سے عوام کو بچایا جائے ....
.... پس اگر محمد علی جناح اسلام کے اقتصادی
اور سیاسی نظام کی سرمایہ داری کے
نظام کو ملائے تو نفع کیا اور اگر جواہر لال
اور گاندھی خلفائے راشدین کی پیروی
میں سوسائٹی میں نابرابری کے سارے
نقوش کو مٹاتے چلے جائیں تو بطور مسلمان
کے ہمیں کیا نقصان؟" (ص۶ طبع دوم)

(۵) اسلام ہے کہاں؟

جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری
نے ۱۰؍ اگست ۱۹۵۰ء کو مظفر گڑھ میں ایک تقریر
کے دوران کہا :-

"ساری عمر قرآن سنایا اب لاکھ
وعظ کروں یہ لوگ تو قرآن کو ماننے
کے نہیں۔ اگرچہ وہ بہت آسان ہے
یہاں تو وہی چلے گا جو چل رہا ہے۔
..... کمیونسٹوں سے ہماری جنگ
کیسی؟ اسلام اور اشتراکیت
کا جھگڑا کیسا؟ میں تو پوچھتا ہوں
کہ اسلام ہے کہاں جس سے کمیونزم
کی جنگ ہوگی۔ یہ تو روسی کمیونزم کی
امریکی امپریلزم سے جنگ ہے بیشک
روس کا نظام خسرۃ الآخرۃ
سہی لیکن ہمارا (برطانوی) نظام
تو خسرۃ الدنیا والآخرۃ۔"
(خطبات امیر شریعت ص۵۹-۶۰
ناشر مکتبہ تبصرہ بیرون
دہلی گیٹ لاہور)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵- انارکلی لاہور

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل

کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں!

• گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵- نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۶۲۶۱۸

• سٹار ٹمبر سٹور

۹۰- فیروز پور روڈ۔ لاہور

• لائلپور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ، لائلپور۔ فون نمبر ۳۸۰۸

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کے لئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، پھنسی، ناخنہ، ضعف بصارت
وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد
جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ مجرب ہے جو عرصہ سات
سال سے استعمال میں ہے۔

خشک تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ
کی بہترین تجویز، جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ
پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا۔ بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد
جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا،
ان تمام امراض کا بہترین علاج۔

قیمت پندرہ روپے

نور منجن

دانتوں کی صفائی صحت کے لئے از حد ضروری ہے
یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور
علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت ایک روپیہ

نورِ نظر

اولاد نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ
کی بہترین تجویز، جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل
سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

قیمت مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ گول بازار۔ ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری۔ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

تفہیماتِ ربّانیہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:-

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۱۳ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن یکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے؛ مجلد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ۔

مکتبۃ الفرقان ربوہ

Monthly AL-FURQAN Rabwah

Regd. No. L 5708 September 1969

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا

• مباحثۂ مصر قیمت .۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

• تحریری مناظرہ قیمت ۱.۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

• مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ قیمت ۱.۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.